بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 52

ایڈیٹر منیر احمد خادم

نائبین قریشی محمد فضل اللہ منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 10

شرح چندہ سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ £ یا 40 امریکن ڈالر
بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ £

7 محرم 1424 ہجری 11 امان 1382 ہش 11 مارچ 2003ء

Postal Reg. No. PB\0154\2003 TO 2005

1504.
Er. M.Salam,
Dpty. Chief Engineer (P&M)Elect.
HPSEB Vidyut Bhawan,
Shimla - 171 004 (H.P)

قادیان 28 فروری (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمد للہ آج حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت شکور کی بصیرت افروز تشریح بیان فرمائی۔

احباب جماعت پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازئ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب میں ایک تعلق جاذبہ ہے

......ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام......

ہم فائدہ عام کیلئے کچھ استجابت دعا کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ استجابت دعا کا مسئلہ درحقیقت دعا کے مسئلہ کی ایک فرع ہے۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص نے اصل کو سمجھا ہوا نہیں ہوتا اس کو فرع کے سمجھنے میں پیچیدگیاں واقع ہوتی ہیں اور دھوکے لگتے ہیں۔ پس یہی سبب سید کی غلط فہمی کا ہے۔ اور دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب میں ایک تعلق جاذبہ ہے۔ یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے۔ اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے۔ پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ تب اس کی روح اُس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوت جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تب اللہ جل شانہٗ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کیلئے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کیلئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبیعہ جو بارش کیلئے ضروری ہوتے ہیں اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں اور اگر قحط کیلئے بد دعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے اسی وجہ سے یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے یعنی باذنہ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے۔ اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے۔ جو طرف مؤید مطلوب ہے۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں بلکہ اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے۔ اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشہ دکھلا رہے ہیں۔ وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں جو اس امی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَ غَمِّهٖ وَ حُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَ اَنْزِلْ عَلَيْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِکَ اِلَى الْاَبَدِ۔

اور میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبیعہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے۔

باقی صفحہ (12) پر ملاحظہ فرمائیں

سرسید احمد خان صاحب بانی مسلم یونی ورسٹی علیگڑھ مراد ہیں۔

غریب بچیوں کی شادی میں امداد کیلئے ”مریم شادی فنڈ“ کا قیام

”امید ہے یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جاسکے گا“

لندن (28 فروری)......سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 28 فروری 2003ء میں فرمایا کہ گذشتہ خطبہ جمعہ میں میں نے جماعت کی غریب بچیوں کی شادی کیلئے امداد دینے کی تحریک کی تھی۔ چنانچہ جماعت نے اس قربانی میں دل کھول کر حصہ لیا ہے۔ آسمان سے اللہ کے فضل کی بارش ہوئی ہے۔ اور صرف ایک ہفتہ ہی میں ایک لاکھ نو ہزار تین سو تینتیس (109333) پاؤنڈ سے زائد رقم وعدوں اور نقدی کی شکل میں جمع ہو گئی ہے۔ بعض خواتین نے اس فنڈ میں زیورات بھی پیش کر دئے ہیں۔ حضور نے فرمایا کمیٹی کی سفارش پر میں نے اس فنڈ کا نام مریم شادی فنڈ رکھا ہے امید ہے یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جاسکے گا۔

اس خطبہ جمعہ کے شروع میں حضور نے قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور واقعات سے جذبہ شکر اور قدردانی پر نہایت بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان::

دارالعلوم دیوبند کی فریاد

......(4)......

گزشتہ گفتگو میں ہم نے بتایا تھا کہ دیوبندی، جماعت اسلامی اور دیگر فرقوں کے فتوے جو ان کے مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں ان پر عمل کے نتیجہ میں غیر مسلموں کا خدا کی اس زمین پر جینا دوبھر ہو جاتا ہے۔ دیوبندیوں کو خود ہی سوچنا چاہئے کہ ان کے یہ فتاویٰ دستور ہند کے کس قدر خلاف ہیں۔ پھر وہ کس منہ سے پوچھتے ہیں کہ:-

’’آخر دارالعلوم دیوبند مدارس اسلامیہ کا قصور کیا ہے؟ کیا ان کا قیام دستور ہند کے خلاف ہے؟ کیا ان میں پڑھائے جانے والے مضامین ملک کی سلامتی کے لئے خطرہ ہیں؟

(مضمون دارالعلوم دیوبند کی کردار کشی کیوں۔ مضمون نگار محمد سلمان منصور پوری مطبوعہ روزنامہ اردو ٹائمز ممبئی 26 جولائی 2002)

آج کی گفتگو میں ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ان کے فتاویٰ نہ صرف یہ کہ غیر مسلموں کے لئے خطرناک ہیں بلکہ خود مسلمانوں کے لئے بھی قتل و غارت کا پیغام ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ سوائے جماعت احمدیہ کے باقی تمام مسلم فرقے قرآن و حدیث کی غلط تفسیر کرتے ہوئے مرتد کے لئے قتل کی سزا تجویز کرتے ہیں۔ مرتد کا مطلب ہے کہ کوئی شخص اسلام چھوڑ کر کوئی بھی دوسرا مذہب اختیار کر لے۔ ایسے شخص کی سزا ان کے نزدیک اسلامی حکومت میں قتل ہے اور اگر اسلامی حکومت نہ بھی ہو تو جب بھی جیسے بھی قوت حاصل ہو مرتد کو قتل کرنے سے خدا کی رضا ملتی ہے۔

اب عجیب تر بات یہ ہے کہ فرقہ ہائے اسلامیہ مرتد کی اس تشریح میں نہ صرف غیر مسلموں کو بلکہ خود اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی شامل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر شیعوں کے نزدیک تمام سنی مرتد اور زندیق ہیں۔ اسی طرح سنیوں کے فتویٰ کے مطابق تمام شیعہ مرتد اور زندیق ہیں۔ بریلویوں کے نزدیک تمام دیوبندی مرتد اور زندیق ہیں اور دیوبندیوں کے نزدیک تمام بریلوی کافر و مرتد و زندیق ہیں۔ اس طرح جہاں جہاں پر جس جس اسلامی فرقہ کی حکومت ہوگی وہ باقی دوسرے تمام فرقہ اسلامی کی گردن کاٹنے کو ضرور کارِ ثواب سمجھے گا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں موقع ملنے پر شیعہ سنیوں کی اور سنی شیعوں کی، دیوبندی بریلویوں کی اور بریلوی دیوبندیوں کی گردنیں کاٹنا نہایت ثواب کا کام سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ نہ صرف ہندوستانی حکومت بلکہ پاکستانی حکومت بھی ان مدارس کو اپنے ملک کے قانون کے خلاف سمجھتے ہوئے آئے دن ان پر چھاپے مارتی ہے اور ان میں اصلاح کے کاموں کی طرف تیزی سے دھیان دے رہی ہے۔ ذیل میں ہم وہ فتوے درج کرتے ہیں جو ان فرقوں کے مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں اور جن پر عمل کرتے ہوئے ان فرقوں کے طلباء اپنے مخالف فرقوں کی گردنوں پر ہاتھ صاف کرتے ہیں۔

چنانچہ ہم پہلے بریلویوں کا ایک فتویٰ دیوبندیوں کے متعلق درج کرتے ہیں۔ بریلویوں کے مجدد اعظم اور اس فرقہ کے قابل عزت مفتی مولانا احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:-

’’کفر اصلی سے ارتداد بدتر ہے اور اس میں بھی ترتیب ہے۔ کفر اصلی کی ایک سخت قسم نصرانیت ہے اور اس سے بدتر مجوسیت اس سے بدتر بت پرستی اس سے بدتر وہابیت ان سے بدتر اور خبیث تر دیوبندیت‘‘ (فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ 153)

گویا دیوبندیوں کا کفر عیسائیوں مجوسیوں اور مشرکوں سے بھی اوپر ہے۔

پھر لکھتے ہیں:-

’’وہابیہ دیوبندیہ و نیچریہ و قادیانیہ وغیرہ مقلدین دیوبندیہ و چکڑالویہ خزلھم اللہ اجمعین ان آیات کریمہ کے مصداق بالیقین اور قطعاً یقیناً کفار مرتدین ہیں۔‘‘

اور پھر دیوبندیوں سے کئے جانے والے سلوک کے بارہ میں لکھتے ہیں:-

’’دیوبندیہ وغیرھا ان کے پیچھے اقتداء باطل ہے۔ ان سب کی کتب کا مطالعہ حرام ہے۔ مگر عالم کو بغرضِ ردّ ان سے میل جول حرام ہے۔ ان سے سلام کلام حرام۔ انہیں پاس بٹھانا حرام ان کے پاس بیٹھنا حرام۔ بیمار پڑیں تو ان کی عیادت حرام۔ مر جائیں تو مسلمانوں کا غسل کفن دینا حرام۔ ان کا جنازہ حرام ان پر نماز پڑھنا حرام انہیں مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام ان کی قبر پر جانا حرام۔‘‘ (فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ 90)

اب جبکہ دیوبندی، بریلویوں کے قابل عزت بانی اور مجدد الملت کے نزدیک عیسائیوں مجوسیوں اور مشرکوں سے بھی بڑھ کر کافر ہیں اور مرتد ہونے کی وجہ سے واجب القتل اور ان سے میل جول سلام کلام اور مسلمانوں کے قبروں میں دفن کرنا بھی حرام ہے تو دیوبندی پھر ان سے کس خیر کی امید رکھتے ہیں اور کیونکر بریلویوں سے یہ درخواست کر رہے ہیں کہ وہ فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھ دیں جبکہ بریلوی ان کے اختلافات کو فروعی نہیں بلکہ مشرکوں سے بھی بدتر کفر قرار دے رہے ہیں اور یہ فتوے کسی عام بریلوی عالم کے نہیں بلکہ اس کے ہیں جو بریلویوں کے مجدد الملت ہیں جن کے احکامات کو بریلوی ہرگز نظر انداز نہیں کر سکتے۔

پس نہ صرف آر ایس ایس والوں سے اور حکومت ہند سے دیوبندیوں کی فریاد لا حاصل ہے بلکہ بریلوی بھی اس فریاد کا کوئی مطلب نہیں سمجھتے۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ ایسے فتووں کی موجودگی میں دیوبندیوں کا بریلویوں کو رحم کے لئے بلانا سراسر بے وقوفی ہے۔ کیونکہ بریلوی نہ تو دیوبندی مدارس کو مدارس سمجھتے ہیں اور نہ مساجد کو مساجد۔

بالآخر ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ دیوبندیوں، جماعت اسلامی اور جمیعۃ العلماء والوں پر یہ وبال بالکل اسی رنگ میں ہے جس طرح چند سال قبل انہوں نے ہندوستان میں احمدیوں پر شروع کرنے کی کوشش کی تھی۔ ہمیں یاد ہے کہ ہندوستان میں احمدیت کی غیر معمولی ترقی کو دیکھ کر دیوبندیوں نے دہلی کے اردو پارک میں ایک جلسہ کر کے ہندوستان بھر کے دیوبندیوں کو احمدیوں کے خلاف مجتمع کرنے کی کوشش کی تھی اس کے لئے انہوں نے

☆......ہندوستان بھر میں ردِ قادیانیت کیمپ لگا کر احمدیوں کے خلاف مخالفت کے بازار کو گرم کیا تھا۔

☆......حکومت ہند کو ایک قرارداد پیش کی تھی کہ پاکستان کی طرح وہ بھی احمدیوں کو ہندوستان میں کافر قرار دے

☆......احمدیوں کے خلاف نہایت اشتعال انگیز ظالمانہ اور جذبات کو مجروح کرنے والا لٹریچر پھیلایا گیا۔

☆......بعض اردو اخباروں کو سعودی گرانٹ کی لالچ دے کر اور دھمکیاں دے کر احمدیوں کے خلاف نہایت دلآزار مضامین شائع کروائے۔

کیا صرف چند سال میں ہی خدا نے یہ پانسا نہیں پلٹ دیا کہ آر ایس ایس اور دیگر ہندو تنظیمیں اب ویسے ہی کیمپ لگا لگا کر اپنے نوجوانوں کو تیار کر رہے ہیں۔

کیا یہ لوگ حکومت ہند سے نہیں کہہ رہے کہ ان کے مدارس اور مساجد پر کڑی نگرانی رکھی جائے۔

کیا یہ نہایت دلآزار لٹریچر نہیں پھیلا رہے۔

کیا ان کے بعض اخبار وہی کردار ادا نہیں کر رہے جو تم احمدیوں کے خلاف کر چکے ہو۔ لہٰذا غور کرو کہ احمدیوں کی مخالفت کر کے تم کو کیا ملا نہ تو غیروں کی نظر میں ٹھیک رہے اور نہ ان کی نظر میں جن کو تم اپنا سمجھتے ہو۔

جانتے ہو یہ سب تمہیں کس سزا میں مل رہا ہے۔ تم نے خدا کی طرف سے آنے والے ایک مامور کو جھٹلایا اور نہ صرف اس کو ٹھکرایا بلکہ اس کے ساتھ شوخی و تمسخر کا سلوک کیا۔ چونکہ وہ آنے والا خدا کی طرف سے تھا اور سچائی کی تعلیم دے رہا تھا لہٰذا اس کو جھٹلا کر، شوخیاں کر کے تم خود اپنے ہی جال میں پھنس گئے ہو کیونکہ تمہاری مخالفت خدا کے اس مامور کی مخالفت نہیں بلکہ تم نے خدائے احکم الحاکمین اور غیور و قہار کی مخالفت مول لی ہے۔ باز آ کر خدا کے مامور کی پناہ میں اس کی امان میں آجاؤ۔

کیا خدا کے اس مامور نے تم کو یہ تعلیم نہیں دی تھی کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے اور تم اس کی بات کا انکار کر کے سو سال سے اس جہاد میں مصروف تو ہو لیکن فتح سے کوسوں دور ہو۔ تم آپس میں تو جہاد کے قائل ہو لیکن جب غیروں کے سامنے جاتے ہو تو اس جہاد سے یکسر انکار کرتے ہو۔

تم ایک طرف سے زمین پر حکومت الٰہی قائم کرنا چاہتے ہو اور کافر حکام کی اطاعت کے قائل نہیں ہو لیکن دوسری طرف ان کی اطاعت کا دم بھرتے ہو اور حکومت کی چاپلوسیاں بھی کرتے ہو۔

پس خدا کے مامور کی مخالفت کر کے حد درجہ کی منحوسیت اور بدقسمتی تمہارے حصہ میں آگئی ہے جو تمہاری زندگی کا حصہ بن چکی ہے۔ اور اس سے نجات صرف اور صرف مامور الٰہی کے دامن سے وابستہ ہونے میں ہی ہے۔ خدا تم کو نیک توفیق بخشے۔

ذیل میں ہم سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباس پیش کر کے اس گفتگو کو ختم کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

’’مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔ جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ صفہ 7،8)

’’میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دُنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں۔ اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو آسمانی صدا کا احساس نہیں‘‘ (روحانی خزائن جلد 3 ازالہ اوہام صفحہ 403)

(منیر احمد خادم)

KASHMIR JEWELLERS
کشمیر جیولرز
Mfrs& Suppliers of:
GOLD & DIAMOND JEWELLERY
الیس اللہ بکاف عبدہ
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں
خاص احمدی احباب کیلئے
Main Bazar Qadian (Pb.)
Ph. (S) 01872-21672 (R) 20260 Fax. 20063
E-mail. kashmirsons@yahoo.com

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی رأفت ورحمت کے ذکر میں

انسانوں ہی نہیں جانوروں سے بھی شفقت ورحمت کے متعدد دلآویز واقعات کا روح پرور بیان

جلسہ سالانہ قادیان (انڈیا) کے نہایت کامیاب وبابرکت انعقاد کا تذکرہ

(قرآن مجید واحادیث نبویہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت رؤوف کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز -فرمودہ ۲۷ر دسمبر ۲۰۰۲ء مطابق ۲۷ر فتح ۱۳۸۱ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم-

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - ملٰک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا. وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ. تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا. وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ. وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ.﴾

(سورة آل عمران:آیت ۳۱)

خدا تعالیٰ کی رحمت اور رأفت کا ذکر چل رہا ہے گزشتہ خطبہ میں بھی یہی تھا آج بھی یہی مضمون جاری رہے گا۔ یہ جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

جس دن ہر نفس جو نیکی بھی اس نے کی ہوگی اسے اپنے سامنے حاضر پائے گا اور اس بدی کو بھی جو اس نے کی ہوگی۔ وہ تمنا کرے گا کہ کاش اس کے اور اس (بدی) کے درمیان بہت دور کا فاصلہ ہوتا۔ اور اللہ تمہیں اپنے آپ سے خبردار کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ بندوں سے بہت مہربانی سے پیش آنے والا ہے۔

اس آیت کی تفصیل میں علامہ صابونی صَفْوَةُ التفاسير میں فرماتے ہیں: ﴿وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ﴾ کا مطلب ہے کہ وہ اپنے بندوں سے بہت زیادہ رحمت کا سلوک کرنے والا ہے اور وہ نیکیوں کا بدلہ بڑھا چڑھا کر دیتا ہے۔ اور بدیوں سے درگزر فرماتا ہے اور جو اس کی نافرمانی کرتا ہے اس کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں: اس آیت میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر محض شفقت کرتے ہوئے اور ان کی بھلائی کو مدنظر رکھتے انہیں روکتا ہے اور ڈراتا ہے یا یہ کہ وہ بہت بخشنے والا اور دردناک عذاب دینے والا ہے جس کی وجہ سے اس کی رحمت کی امید کی جاتی ہے اور اس کے عذاب سے ڈرا جاتا ہے۔

علامہ طبری فرماتے ہیں:۔ یہ ڈرانا اس لئے ہے کہ تم ایسے کام سے اجتناب کرو جو تمہارے لئے اس کی ناراضگی کا موجب ہو۔ اور تم اس کام کا نتیجہ اس دن پاؤ گے جس دن ہر شخص جو نیکی اس نے کی ہوگی سامنے موجود پائے گا اور جو بدی اس نے کی ہوگی اسے بھی سامنے موجود پائے گا۔ وہ حسرت کرے گا کہ کاش! اس بدی کے اور اس کے درمیان لمبا فاصلہ ہوتا۔ اور وہ تم سے ناراض ہوگا اور تمہیں اس کا دردناک عذاب پہنچے گا جس کا سامنا کرنے کی تم میں طاقت نہیں ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ﴾ کہ وہ اپنے بندوں پر بہت شفقت فرمانے والا ہے اور اس کا انہیں اپنے آپ سے ڈرانا اور عذاب سے خوف دلانا اور ان گناہوں سے بعض رہنے کی تلقین کرنا جن سے اس نے روکا ہے، یہ سب اس کی رأفت کے نتیجے میں ہے۔

جتنے زیادہ سڑکوں پہ نشان ہوں خطرہ کے اتنی رحمت وسیع ہے، گول دائرے کے اوپر سڑکوں کے اوپر کہ یہ اتنا چکر اس طرح مڑے گا اور اس طرح مڑے گا، لوگ احتیاط پہلے کر لیتے ہیں۔ قرآن کریم نے بھی بہت احتیاطیں بتائی ہیں، ہر جگہ کے لئے ہر خطرے کے نشان دہی فرمائی ہے۔

علامہ رازیؒ فرماتے ہیں: وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وعید کے لئے فرمایا ہے۔ اس کے بعد ﴿وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ﴾ فرمایا یہ ایک وعدہ ہے۔ وعید یہ ہے جسے خوف دلایا جائے کسی چیز سے۔ وعدہ وہ ہے جو مثبت ہے۔ فرمایا ایک طرف تمہیں ڈرایا بھی ہے اور دوسری طرف رحمت اور شفقت کا وعدہ بھی فرمادیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنے سے قبل ہی اپنے اوپر فرض کردیا تھا کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔ (سنن ابن ماجه كتاب المقدمه) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ کی ایک سو رحمتیں ہیں۔ ان میں سے ایک رحمت اس نے تمام مخلوقات کے درمیان تقسیم کی ہے۔ اسی کے ذریعے سے مائیں اپنے بچوں پر رحم کرتی ہیں، جانور اپنے بچوں پر رحم کرتے ہیں اور تم سب ایک دوسرے پر جو رحم کرتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ایک حصہ کے نتیجے میں ہے۔ باقی رحمتیں اس نے بچا رکھی ہیں قیامت کے لئے۔ تا کہ اس دن امت پر رحم کیا جائے۔ (سنن ابن ماجه كتاب الزهد) پس یہ آنحضرت ﷺ کا بہت احسان ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی ایسی قوم نہیں جب وہ خدا کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے ان کا گھیرا بنا لیتے ہیں اور اس کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینت نازل فرماتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے مقربین میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔

(ترمذی كتاب الدعوات. باب ماجاء فی القوم يجلسون)

تیسری ایک روایت میں یہ ذکر ہے کہ ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ذکر مشغول تھے ان کے پاس ایک رستہ چلتا مسافر ستانے کے لئے بیٹھ گیا سو اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی ان کے ساتھ شامل فرما لیا یہ فرما کر کہ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ کہ ایسے نیک لوگ ہیں کہ ان کا ساتھی بھی بدبخت اور بدنصیب نہیں ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تمام اعمال میں میانہ روی اختیار کرو اور افراط تفریط سے کام نہ لو۔ یقیناً یاد رکھو کسی کو اس کے عمل جنت میں داخل نہیں کریں گے۔ صحابہؓ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ کے اعمال بھی آپ کو جنت میں داخل نہیں کریں گے۔ آنحضور کی انکساری دیکھیں آپ نے فرمایا نہیں محض اللہ تعالیٰ کا رحم اور فضل ہوگا جس کے نتیجے میں میں جنت میں داخل کیا جاؤں گا۔ (بخاری كتاب الرقاق)

حضرت حذیفہ بن یمان بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم پڑھا کرتے تھے جس طرح ہم پڑھتے ہیں اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھا کرتے تھے۔ یہ بھی ہم حضور کی سنت میں ہی پڑھتے ہیں۔ جب کسی رحمت کی آیت پر پہنچا کرتے تھے تو توقف فرماتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کرتے تھے۔ جب کسی غضب والی آیت پر پہنچا کرتے تھے تو پھر بھی توقف فرماتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچنے کی دعا کیا کرتے تھے۔

ایک شخص کے متعلق آنحضرت ﷺ نے روایت فرمائی ہے کہ ایک شخص تھا بہت زیادہ گنہگار، اتنے کہ اس سے زیادہ گناہ سوچے بھی نہیں جا سکتے۔ اس نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ جب میں مرجاؤں تو میری خاک اڑا دینا۔ یعنی جلا کے تیز ہواؤں میں سمندر کے سپرد کردینا یا دریا کے سپرد کردینا یہانتک کہ کچھ بھی باقی نہ رہے اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ مرگیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا بتا تمہیں کس چیز نے یہ کرنے پر مجبور کردیا تھا۔ تو اس نے عرض کی اے اللہ صرف تیرا خوف

تھا۔اللہ نے فرمایا کہ جو میرا خوف رکھتا ہے اسے میں جہنم میں نہیں ڈالوں گا۔

(بخاری کتاب التوحید ۔ ابن ماجه کتاب الزهد باب ذکر الذنوب)

مومنوں کے لئے تو رحمت تھے ہی۔ اس کی ایک مثال یہ ہے۔آنحضور ﷺ نے ایک دفعہ خدا کے حضور یہ عرض کی کہ بعض دفعہ میں مومنوں سے ناراض ہو جاتا ہوں، کوئی تکلیف پہنچے ان کی طرف سے تو میں غصہ میں ان کو بددعا سی دے دیتا ہوں اور یہ چیز جو برا بھلا کہنا اور لعنت ڈالنا یہ ہرگز ان کے لئے عذاب کا موجب نہ بنے اور ان کے لئے رحمت ثابت ہو۔قیامت کے دن ان کے لئے اللہ کے قرب کا ذریعہ بن جائے۔(مسلم کتاب البرّ و الصلة)

آنحضور ﷺ مومنوں کی بہت پردہ پوشی فرمایا کرتے تھے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ شکایت کسی شخص کے متعلق پہنچی ہے تو کبھی بھی نام لے کر نہیں فرماتے تھے کہ فلاں شخص نے ایسی حرکت کی اور ایسی حرکت کی بلکہ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ حرکتیں بری بات ہیں۔جس میں بھی یہ عادتیں پائی جائیں ان کو روک لیں کیونکہ یہ نامناسب ہے۔پس لوگوں کے سامنے کسی اور کو بدنام کرنے کے لئے اس کی برائی نام لے کر بیان نہیں فرمایا کرتے تھے۔(سنن ابو داؤد کتاب الادب)

حضرت عقبہؓ بن عامر کے مولیٰ جس کا نام ابو کثیر تھا۔مولیٰ کہتے ہیں آزاد کردہ غلام کو۔ان کا نام ابو کثیر تھا بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے آقا عقبہ کے پاس گیا۔انہیں بتایا کہ ہمارے پڑوسی شراب پی رہے ہیں۔عقبہ نے فرمایا جانے دو۔پھر ان کے پاس دوبارہ گیا اور کہا کہ میں پولیس کو نہ بلا لاؤں۔عقبہ نے فرمایا تیرا برا ہو کہا جو ہم نے کہ جانے دو۔کیونکہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے کسی کی کمزوری دیکھی اور پردہ پوشی سے کام لیا تو یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے زندہ درگور لڑکی کو نکالا اور اسے زندگی بخشی۔(مسند احمد بن حنبل)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور ﷺ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا حضور ایک ایسی چادر زیب تن کئے ہوئے تھے جس کا حاشیہ سخت کھردرا تھا۔اتنے میں ایک بدّو اس مجلس میں آیا۔سیدھا حضور ﷺ کی طرف بڑھا اور چادر کو اتنی زور سے کھینچا کہ رسول اللہ ﷺ کی گردن پر اس کا زخم کا نشان پڑ گیا۔آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا بُرا ہو، تو نے یہ کیا حرکت کی ہے؟ پھر فرمایا کیا تمہیں اس کا بدلہ نہ دیا جائے۔اس نے کہا کہ بدلہ تو آپ نے کیا دینا ہے آپ احسان کریں مجھ پر اور میرے دو اونٹوں پر کچھ لدوا دیں۔آنحضرت ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ ٹھیک ہے میں اس دشمنی کا بدلہ احسان سے دیتا ہوں اور صحابہ سے فرمایا کہ ایک اونٹ پہ ایک طرف جَو ڈال دو اور ایک طرف کھجوریں۔تو اس طرح اس دشمن کا جس نے ظالمانہ سلوک کیا تھا اس کا بھی احسان سے بدلہ لیا۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا اس کو بدلہ ملنا چاہئے۔بدّو نے جواب میں یہ کہا تھا کہ بدلہ کس بات کا۔آپ بھی خدا کے ہیں اور یہ مال جو ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ہے تو مجھے یہ مال دے دیں یہی میرا بدلہ ہے۔تو رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کے فرمایا کہ ٹھیک ہے یہ مال دے دیتے ہیں۔(الشفالقاضی عیاج جلد اول صفحه ۶۳)

آنحضرت ﷺ چہرے کو داغدار کرنے کو بہت ناپسند فرماتے تھے۔یہانتک کہ اگر کسی کے چہرے پر اس طرح چپیڑ ماری جائے بچہ ہو یا کوئی ہو جس سے اس کا نشان پڑ جائے تو آپ بہت ناپسند فرماتے تھے۔صرف انسانوں کے لئے نہیں بلکہ جانوروں کے لئے بھی۔جب ایسے جانور کو دیکھتے تھے جس کے چہرے کو داغا گیا ہو تو حضور سخت کراہت کا اظہار فرماتے تھے اور ایسے شخص کو ناپسند فرماتے تھے۔(مسلم کتاب اللباس والزینة)

ایک گدھا آنحضرت ﷺ کے پاس سے گزرا جس کے چہرے کو داغا گیا تھا۔اس گدھے پر بھی آنحضرت ﷺ نے رحم فرمایا اور فرمایا دیکھو جانوروں کے چہرے کو داغا نہ کرو۔یہانتک فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لعنت کرے اس پر جس نے اس جانور کے چہرہ کو داغا ہے۔

(مسلم کتاب اللباس و الزینة)

چند اور مثالیں میں عرض کرتا ہوں۔حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کا پیٹ بھوک کی وجہ سے کمر کے ساتھ لگ چکا تھا۔اسے دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ان بے زبان جانوروں سے متعلق خدا سے ڈرو۔ان پر سواری بھی اس وقت کرو جب یہ صحت مند ہوں اور ان کا گوشت بھی تب کھاؤ جب یہ صحت مند ہوں۔

(سنن ابودانود ۔ کتاب الجهاد باب ما یومر به من القیام علی الدوانب و البهائم)

بخاری کتاب الذبائحمیں یہ آتا ہے کہ حضرت ہشام بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں انس کے ساتھ تھا۔حَکَم بن ایوب کے پاس گیا۔میں نے دیکھا کہ کچھ نوجوانوں نے ایک مرغی باندھی ہوئی ہے اور اس پر تیر چلا رہے ہیں تو انس نے کہا آنحضور ﷺ نے اسے سخت ناپسند فرمایا ہے۔فرمایا ہے جانور کو آزاد چھوڑو پھر اس پر تیر چلایا کرو۔جانور کو باندھ کر اس پر تیر چلانا جائز نہیں۔

صحابہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ کہ ہم آنحضور ﷺ کے ساتھ سفر پر تھے۔ایک پرندہ نے گھونسلے میں انڈہ دیا ہوا تھا ہم میں سے کسی نے وہ انڈہ نکال لیا۔وہ پرندہ روتا رہا اڑتا رہا۔جیسے وہ آنحضرت ﷺ کے پاس شکایت کر رہا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کس نے اس کو دکھ دیا ہے۔فوراً اس کا انڈہ واپس کرو۔چنانچہ صحابہ نے اسی وقت وہ انڈہ واپس کیا اور پھر اس پرندہ کو چین آیا۔

اسی طرح چڑیا کے متعلق بھی آتا ہے کہ چڑیا دیکھی تھی آپ نے جس کے دو بچے بھی تو کہتے ہیں ہم نے اس کے بچے اٹھالئے۔چڑیا ہمارے قریب آکر اڑنے لگی۔حضورؐ نے دیکھا تو فرمایا کہ اس چڑیا کو اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے تکلیف پہنچائی ہے۔فوراً بچے واپس رکھو۔

(سنن ابو داؤد کتاب الادب باب قتل الذی)

اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ میں ایسے اونٹ پر سوار ہوئی جو اڑیل تھا اور مجھے تنگ کر رہا تھا۔تو بعض دفعہ ہم بھی ایسا کیا کرتے تھے گھوڑے اڑیل ہوں تو ان کو کھیتوں میں دوڑاتے تھے تھوڑی دیر تھک کے وہ ٹھیک ہو جاتے تھے۔تو آپؓ نے فرمایا کہ میں نے اِدھر اُدھر اس کو دوڑانا شروع کر دیا۔آنحضور ﷺ نے فرمایا عائشہ نرمی اختیار کرو۔(صحیح مسلم کتاب البرّ و الصلة باب فی فضل الرّفق)

آنحضور ﷺ ذبح کے دوران بھی جانوروں پر رحم فرماتے تھے۔فرماتے تھے تیز چھری سے ذبح کیا کرو۔اگر تیز چھری سے ذبح کیا جائے تو شہ رگ کٹ جاتی ہے اور خون دماغ میں جانا بند ہو جاتا ہے۔اس کی وجہ سے درد کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔تو تیز چھری سے ذبح کرنا ظلم نہیں بلکہ رحم ہے۔پس رسول اللہ ﷺ نے یہی طریقہ اختیار فرمایا کہ صحابہ کو کہتے پہلے سے ہی بہت تیز چھری کر لیا کرو اور پھر اس سے جانور ذبح کیا کرو۔

ایک دفعہ حضور ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ جانور کے دیکھتے میں اس کے سامنے چھریاں تیز کرو اس سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے۔پہلے تیز کر کے رکھو اور جانور کو پتہ نہ ہو کہ اب میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

آنحضور ﷺ نے چوپاؤں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا۔یہ آجکل بھی رواج ہے کہ ریچھ اور کتے کی لڑائی ہوتی ہے اور بعض دفعہ دو کتوں کی آپس میں لڑائی ہو جاتی ہے۔تو حضور اکرم ﷺ نے لفظ چوپایہ استعمال فرمایا۔جس سے مراد غالباً دَابّہ ہے۔یعنی زمین پر چلنے پھرنے والے جانور تو خواہ اس کے دو پاؤں ہو جیسے بٹیروں کو لڑایا جاتا یا مرغوں کو لڑایا جاتا ہے۔تو یہ ساری باتیں حضور ﷺ نے منع فرمائیں۔(ترمذی کتاب الجهاد باب فی التحریش بین البهائم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک عورت کو ایک بلّی کی وجہ سے عذاب دیا گیا اس لئے کہ اس نے بلّی کو بند کر لیا تھا اور کھانا پلانا بھول گئی کچھ اس کے پاس نہیں تھا۔اس بند حالت میں بیچاری نے جان دی۔حضور ﷺ نے جب سنا تو اس کی بہت تکلیف محسوس فرمائی اور فرمایا کہ اس عورت کو جب عذاب دیا جائے گا تو اس بلّی کی بنا پر دیا جائے گا۔

(مسند احمد بن حنبل)

آنحضور ﷺ رستوں کا بھی حق بہت ادا فرمایا کرتے تھے۔ہر قسم کے حقوق آپ نے ادا فرمائے ہیں۔ایک شخص کو ارشاد فرمایا کہ بخشا گیا اس لئے کہ اس نے رستے سے ایک کانٹے دار شاخ ہٹادی تھی ورنہ اندھیرے میں کسی کا پاؤں اس پر پڑ سکتا تھا جس سے اس کو تکلیف پہنچتی۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا ایک بدکار عورت کو بخش دیا گیا وہ ایک کتے کے پاس سے گزری جو کنوئیں کے کنارے پر ہانپ رہا تھا قریب تھا کہ پیاس اسے مار دیتی اس عورت نے اپنا موزہ اتارا اور اپنی اوڑھنی سے باندھا اور اس سے پانی کھینچا اور کتے کو سیراب کیا۔(بخاری کتاب بدء الخلق)

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ وہ ایک مرد تھا۔وہ شخص عورت نہیں تھی۔بہرحال مرد تھا یا عورت تھی دونوں صورتوں میں کتے پر رحم کرنے سے اس کے ہانپنے کی وجہ سے جو تکلیف تھی کسی نے اپنی اوڑھنی وغیرہ نیچے پھینک کر پانی نکالا اس کو پلایا اس کے نتیجے میں اس کو بخش دیا گیا۔

یہ دوسری روایت اس طرح ہے حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص کنوئیں میں اترا

بہت اس کو پیاس لگی ہوئی تھی۔ اترا اور نیچے جا کر پانی پیا۔ باہر نکلا تو کتا بیٹھا پاس ہانپ رہا تھا اور گیلی مٹی چاٹ رہا تھا اس کو خیال آیا کہ یہ بھی تو آخر جانور ہے، اس کو بھی تو پیاس نے تنگ کیا ہے۔ وہ خود دوبارہ نیچے اترا اور پوری طرح اپنے موزہ میں وہ پانی بھر دیا اور پھر پلایا۔ جب تک وہ کتا سیراب نہیں ہوگیا وہ ایسا ہی کرتا رہا۔ (بخاری کتاب الادب باب رحمة الناس و البهائم)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے جانوروں پر رحم کے واقعات پر میں نے غور کیا ہے۔ زیادہ تر ایسے ہی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا حوالہ دے کر آپ نے واقعات بیان فرمائے ہیں اور اس حوالہ سے صحابہ کو نصیحت کی ہے۔ مثلاً بلی والا واقعہ یا دوسرے واقعات بیان کئے تو حضور کے اپنے واقعات اتنے زیادہ مجھے یاد نہیں سوائے اس کے کہ ایک دفعہ آپ کا ایک بچہ چڑیا کو تنگ کر کے کمرے میں اس کو تھکا کے پکڑ رہا تھا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منع فرمایا کہ دیکھو یہ ظلم نہیں کیا کرتے اس کو آزاد چھوڑ و آزاد ہو کے بے شک شکار کرو۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بچہ ایک دفعہ ایک طوطا مار کے لایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے بہت ناپسند فرمایا۔ فرمایا دیکھو حرام تو نہیں ہے مگر ہر چیز خدا نے کھانے کے لئے پیدا نہیں کی۔ طوطے دیکھو کیسے خوش رنگ ہوتے ہیں ان کو دیکھ کر انسان لطف اٹھاتا ہے تو بعض چیزیں کھانے کے لئے نہیں بلکہ اس کی خوبصورتی کی وجہ سے لطف اٹھانے کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ اس لئے ایسے جانوروں کا شکار نہیں کرنا چاہئے۔

یہ چند واقعات جو میں نے بیان کئے ہیں ان کے علاوہ بھی ہوں گے بہت سے واقعات، لیکن میرے علم میں زیادہ نہیں آسکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام یقیناً جانوروں پر بہت رحم کرنے والے تھے۔ اس لئے مجھے واقعات یاد ہوں یا نہ ہوں یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام جانوروں پر بہت رحم فرمانے والے تھے۔

اب اس مختصر خطاب کے بعد، میں نے تو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو کہا تھا خطاب لمبا کرنا مگر انہوں نے شائد مجھ پر رحم کیا اور خطاب کو چھوٹا کر دیا۔ میں یہ سمجھتا تھا کہ دو بجے تک یا اس کے قریب قریب یہ خطاب لمبا ہو جائے گا۔ مگر بیچ میں سے بہت سی روایتیں کاٹ دی گئی ہیں۔

اب میں قادیان کے خوشگوار جلسے کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں۔ قادیان کا جلسہ تیسرے روز میں داخل ہو چکا ہے۔ ماشاء اللہ ہندوستان کے کارکنوں نے بہت عمدگی سے اس کا انتظام سنبھالا ہے۔ پہلے موسم خراب تھا اور ڈر تھا بارش کی وجہ سے کہ مہمانوں کو تکلیف نہ پہنچے۔ لیکن خدا نے موسم کو صاف کر دیا اور اب بکثرت لوگ آرام سے جلسہ سن رہے ہیں۔ یہانتک کہ ایک اندازے کے مطابق حاضری چالیس ہزار رہی ہے اور یہ سارا کام خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مقامی لوگوں نے کیا ہے اور بیرونی مددان کو نہیں پہنچی۔ اندازہ ہے کہ یہ تعداد بڑھ کر آخری دن پچپن سے ساٹھ ہزار تک پہنچ جائے گی۔ یہ اندازہ اس لئے ہے کہ قریب کی جماعتوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ جگہ کی تنگی ہے، ٹھہرنے کی تنگی ہے اس لئے آپ ایسے وقت میں آئیں کہ ایک ہی دن میں واپس اپنے وطن کو جاسکیں۔ چنانچہ بڑی تعداد میں لوگ آج پہنچ گئے ہوں گے جو صبح آئیں گے کھانا دانہ کھائیں گے اور پھر شام کو چلیں جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بہت بڑا جلسہ ہوا ہے۔ گیارہ ایکڑ اراضی میں خیمہ جات نصب کر کے یہ جلسہ منعقد کیا گیا اور جگہ ساری پُر ہوگئی۔ قادیان کے چاروں لنگر خانے پورے زور و شور سے کھانا پکا رہے تھے۔ ہماچل ہریانہ سے بڑی کثرت سے سرپنچ اور پرمکھ شرکت کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ کئی سرکردہ سیاسی، مذہبی اور سماجی شخصیات بھی شامل ہو رہی ہیں۔ پانچ صوبوں کے چیف منسٹرز اور تین صوبوں کے گورنروں نے اپنے پیغامات بھجوائے ہیں۔ اس جلسہ کی خاص بات یہ ہے کہ اس جلسہ میں حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے خاندان کے بھی کچھ لوگ پہلی مرتبہ تشریف لائے ہیں۔ یہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر اور حضرت میر ناصر نواب صاحب کی قبر پر دعا کے لئے حاضر ہوئے تو فرط جذبات سے اپنے اوپر قابو نہیں پا سکے اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ کل انشاء اللہ یہ جلسہ اپنی تمام مقدس روایات کے ساتھ اختتام پذیر ہوگا۔ اس میں شامل ہونے والے تمام احباب و خواتین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ سفر حضر میں حافظ و ناصر ہو اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا فیض سب شرکائے جلسہ کو پہنچتا رہے۔

(خطبہ ثانیہ شروع کرنے سے قبل حضور ایدہ اللہ نے فرمایا) پہلے میں درمیان میں بیٹھ کر پھر اٹھ کر یہ آخری دعا کیا کرتا تھا۔ مگر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے مجھے بتایا کہ ہمیشہ بیٹھنے کی ضرورت نہیں، کچھ عرصہ توقف کرلیں پھر اس کے بعد یہ آخری دعا پڑھ لیا کریں۔

●●●●●●●●●◎◎◎◎◎◎

مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

〈......بابت سال نومبر 2002ء تا اکتوبر 2003ء......〉

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی برائے سال 03-2002 درج ذیل تفصیل سے منظوری عطا فرمائی ہے۔ مجالس و خدام مطلع رہیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

نائب صدر	مکرم شعیب احمد صاحب	مہتمم صحت جسمانی	مکرم مصباح الدین صاحب نیر
نائب صدر	مکرم شیراز احمد صاحب	مہتمم تعلیم	مکرم ایم ابوبکر صاحب
معتمد	مکرم طاہر احمد صاحب چیمہ	مہتمم تعلیم ایڈیشنل	مکرم تسنیم احمد صاحب فرخ
مہتمم تربیت	مکرم شیخ محمود احمد صاحب	مہتمم اطفال	مکرم رفیق احمد صاحب بیگ
مہتمم تربیت (نومبائعین)	مکرم سید مبشر احمد صاحب عامل	مہتمم اطفال (ایڈیشنل)	مکرم شاہد احمد صاحب بٹ
مہتمم عمومی	مکرم مبارک احمد صاحب چیمہ	مہتمم خدمت خلق	مکرم عبدالمحسن صاحب
مہتمم مال	مکرم محمد اسماعیل صاحب طاہر	مہتمم خدمت خلق (ایڈیشنل)	مکرم عبدالعلیم صاحب
مہتمم تبلیغ	مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب	مہتمم تجنید	مکرم خورشید احمد صاحب خادم
مہتمم تحریک جدید	مکرم حبیب احمد صاحب طارق	مہتمم صنعت وتجارت	مکرم سید اعجاز احمد صاحب
مہتمم وقف جدید	مکرم شیخ ناصر وحید صاحب	مہتمم وقار عمل	مکرم محمد نور الدین
مہتمم اشاعت	مکرم شعیب احمد صاحب	مہتمم مقامی	مکرم عطاء الٰہی احسن غوری صاحب
مہتمم اشاعت (ایڈیشنل)	مکرم چودھری مقبول احمد صاحب	مہتمم محاسب	مکرم نصیر احمد صاحب ایڈووکیٹ

گم شدہ رسید بک

مکرم سرکل انچارج صاحب مالدہ (مغربی بنگال) کی اطلاع کے مطابق اس سرکل کے معلم کو ایشو کردہ رسید بک چندہ جماعت 9022 نمبر چونکہ گم ہوگئی ہے۔ اس لئے اسے کالعدم قرار دیا گیا ہے۔ احباب جماعت اس رسید بک پر کسی بھی نوع کا کوئی جماعتی چندہ ادا نہ کریں۔ اگر کسی دوست کو یہ رسید بک ملے تو وہ فوری طور پر نظارت بیت المال آمد سے رابطہ قائم کریں۔ (ناظر بیت المال آمد قادیان)

دعائے مغفرت

خاکسار کی بڑی ہمشیرہ بشریٰ بیگم زوجہ جلال الدین صاحب بمقام پیرو چک پاکستان میں مورخہ 21 جنوری 2003ء کی شام کو اچانک ہارٹ اٹیک ہونے سے وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ اپنے پیچھے دس بچے چھوڑ گئیں ہیں۔ جن میں سے پانچ شادی شدہ ہیں۔ مرحومہ کی بلندی درجات، مغفرت، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نیز پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(لطیف احمد سندھی قادیان)

درخواست دُعا

عزیز وسیم احمد شیخ آف ہالینڈ نے اپنی ملازمت کے سلسلہ میں ایک انٹرویو دیا ہے۔ انٹرویو میں کامیابی اور باوقار ملازمت کیلئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔ (مظفر احمد ظفر نگران دعوت الی اللہ راجستھان)

تصحیح

1. بدر مجریہ 4 فروری 2003ء کے صفحہ 9 کالم 1 سطر 31 میں ''گمنامی'' کے بجائے غلطی سے لفظ ''گمراہی'' شائع ہوگیا ہے۔
2. بدر 14-7 جنوری صفحہ 10 کالم تین چار نیچے ایک اعلان ولادت شائع ہوا ہے۔ جسمیں مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب سیکرٹری تبلیغ اوسلو ناروے لکھا گیا ہے۔ جبکہ موصوف اوسلو ناروے کے حلقہ فروست کے سیکرٹری تبلیغ ہیں۔
3. بدر 28 جنوری صفحہ 8 پر ''گوتھن برگ کے عالمی بک فیئر میں جماعت احمدیہ سویڈن کا بک سٹال'' عنوان سے ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جو مکرم آغا یحییٰ خان صاحب مبلغ سلسلہ و نائب امیر جماعت سویڈن کی طرف سے ہے۔ نام درج کرنے سے سہو اُرہ گیا ہے۔ قارئین اسکے مطابق تصحیح کرلیں۔ ادارہ معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان دسمبر 2002

اسلامی جہاد کی حقیقت

از مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ایڈیشنل ناظم وقف جدید بیرون و صدر مجلس انصار اللہ بھارت

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ط هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۰ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ.

(سورة الحج آیت 79)

ترجمہ:۔ اور اللہ کے تعلق میں جہاد کرو جیسا کہ اس کے جہاد کا حق ہے۔ اس نے تمہیں چن لیا ہے اور تم پر دین کے معاملات میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔ یہی تمہارے باپ ابراہیم کا مذہب تھا۔ اُس (یعنی اللہ) نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔ (اس سے) پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی تا کہ رسول تم سب پر نگران ہو جائے اور تا کہ تم تمام انسانوں پر نگران ہو جاؤ۔

دہشتگردی، اُگروادیا ٹیررازم (Terrorism) کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، اور دہشت گرد یا اُگروادی نہ تو ہندو ہوتے ہیں نہ عیسائی ہوتے ہیں اور نہ ہی مسلمان، بلکہ دہشت گرد صرف دہشت گرد ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہندو دھرم تو اہنسا کا مذہب ہے اور اہنسا پرمودھرما ہندوؤں کا بنیادی عقیدہ ہے۔ مسیحی مذہب کی رُو سے یسوع مسیح نے تو اپنے پہاڑی وعظ میں بڑے واضح الفاظ میں یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی تیرے داہنے گال پر تھپڑ مارے تو اپنا بایاں گال بھی اُس کی طرف پھیر دے۔ یعنی پلٹ کر اس پر حملہ نہ کر اور نہ ہی بدلہ لے۔ اور اسلام تو دینِ فطرت ہے۔ جس کے معنی ہی صلح امن اور شانتی کے ہیں۔ اس کی تعلیم قانون فطرت اور نیچر کے عین مطابق ہے۔ نہ تو یہ ہر جگہ اور ہر موقعہ پر نرمی کی تعلیم دیتا ہے اور نہ ہی ہر جگہ سختی سے کام لینے کو پسند کرتا ہے بلکہ درمیانی راستہ اختیار کرتا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

جزاء سيئة سيئة مثلها فمن عفى وأصلح فأجره على الله (الشورى 41)

یعنی بدی اور جرم کی سزا اُسی قدر دی جاسکتی ہے جس قدر کہ زیادتی کی گئی ہے لیکن اگر بدی کا مقابلہ نہ کر کے معاف کرنے کے نتیجہ میں اصلاح ہوتی ہے تو معاف کرنا بہتر ہے جس کا اجر اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ گویا ظلم، بدی اور ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بھی ایک ظلم ہے اسی لئے اہنسا کی تعلیم کے باوجود حضرت رام چندر جی کو راون سے جنگ کرنا پڑی۔ حضرت کرشن جی نے کو روؤں کے مقابلہ میں پانڈوؤں کا ساتھ دیا اور مہابھارت کی جنگ لڑی۔ مسیحیوں نے بائیبل کی تعلیم کے برخلاف بے شمار صلیبی جنگیں لڑیں۔ لیکن کوئی مورخ، کوئی مصر اور کوئی جرنلسٹ بھی ان جنگوں اور لڑائیوں کو دہشت گردی یا ظلم قرار نہیں دیتا۔ لیکن کیا یہ عجیب بات نہیں کہ جب بانی اسلام سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم کی انتہا ہونے پر مدافعانہ جنگیں لڑیں تو غیر مسلم مورخوں، مبصروں اور خصوصاً عیسائی مستشرقین نے ان جنگوں کو ظلم و تعدی اور بزورِ شمشیر دینِ اسلام کو پھیلانے کا باعث قرار دیکر اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی بھرپور کوشش کی اور اب تک کرتے چلے جارہے ہیں۔ اور سب سے بڑی بدقسمتی اور ستم ظریفی کی بات تو یہ ہے کہ خود مسلمانوں کے بعض علماء نے اس سنگین الزام کو تسلیم کر کے ایسے معترضین کی ہمنوائی اختیار کی اور اسلام کے نادان دوست ہونے کا رول ادا کیا۔ اس لئے قبل اس کے کہ میں مسئلہ جہاد کی حقیقت پر تفصیلی روشنی ڈالوں یہ بتانا ضروری ہے کہ بعض علمائے اسلام کی اصطلاح میں لفظ ''جہاد'' کا معنی اور تصور یہی تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان بنایا جائے۔ چنانچہ اہل اسلام کے ہاں کتب حدیث اور فقہ میں جہاد کی صورت اس طرح لکھی ہے کہ پہلے کفار کو موعظہ حسنہ سنا کر اسلام کی دعوت کی جائے اگر مان گئے تو بہتر نہیں تو کفار سے بباعثِ شدت کفر اور بُت پرستی اُن کے ایمان یا قتل کے سوا کچھ نہ مانا جائے۔

(دیکھئے صیانۃ الانسان مطبوعہ مطبع مصطفائی لاہور 1873ء صفحہ 232 مصنفہ ولی اللہ صاحب لاہوری)

مشہور مصنف ایم۔ اسلم لکھتے ہیں:۔

''خلیفۂ وقت کا سب سے بڑا کام اشاعتِ اسلام تھا یعنی خدا اور اس کے رسول کا مقدس پیغام خدا کی مخلوق تک پہنچانا اور انہیں دعوتِ اسلام دینا جب کسی حکمران کو دعوتِ اسلام دی جاتی ہے تو دو شرطیں پیش کی جاتیں ایک یہ کہ مسلمان ہو جائے دوسرے یہ کہ اگر مسلمان نہیں ہوتے تو جزیہ دو۔ اور دونوں شرطیں نہ مانی جاتیں تو پھر مجاہدین اسلام کو اُن سرکشوں کا بھر کس نکالنے کا حکم ملتا۔ اور اس کا نام جہاد ہے۔''

(حزب مجاہد صفحہ 35)

جماعتِ اسلامی کے سربراہ مولوی ابو الاعلیٰ مودودی صاحب بھی اسی نظریے کے حامل تھے۔ وہ اپنی کتاب ''الجہاد فی الاسلام'' میں لکھتے ہیں۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 13 برس تک عرب کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ وعظ و نصیحت کا جو موثر سے موثر انداز ہو سکتا تھا اسے اختیار کیا، مضبوط دلائل دیے، واضح حجتیں پیش کیں، فصاحت و بلاغت اور زور خطابت سے دلوں کو گرمایا، اللہ کی جانب سے محیر العقول معجزے دکھائے۔ اپنے اخلاق اور پاک زندگی سے نیکی کا بہترنمونہ پیش کیا اور کوئی ذریعہ ایسا نہیں چھوڑا جو حق کے اظہار و اثبات کیلئے مفید ہو سکتا تھا۔ لیکن آپ کی قوم نے آفتاب کی طرح آپ کی صداقت کے روشن ہو جانے کے بعد آپ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا...... لیکن جب وعظ و تلقین کی ناکامی کے بعد (نعوذ باللہ۔ ناقل) داعی اسلام نے ہاتھ میں تلوار لی۔۔ تو دلوں سے رفتہ رفتہ بدی و شرارت کا زنگ چھوٹنے لگا، طبیعتوں سے فاسد مادے خود بخود نکل گئے، روحوں کی کثافتیں دور ہو گئیں، اور یہی نہیں کہ آنکھوں سے پردہ ہٹ کر حق کا نور صاف عیاں ہو گیا، بلکہ گردنوں میں وہ سختی اور سروں میں وہ نخوت بھی باقی نہ رہی جو ظہور حق کے بعد انسان کو اس کے آگے جھکنے سے باز رکھتی ہے۔

عرب کی طرح دوسرے ممالک نے بھی اسلام کو اس سرعت سے قبول کیا کہ ایک صدی کے اندر چوتھائی دنیا مسلمان ہو گئی تو اس کی وجہ یہی تھی کہ اسلام کی تلوار نے ان پردوں کو چاک کر دیا جو دلوں پر پڑے ہوئے تھے۔'' (الجہاد فی الاسلام صفحہ 138-137)

گویا متعصب غیر مسلم اسلام کی تبلیغ و اشاعت بزور شمشیر ہونے کا جو الزام لگا رہے تھے اس الزام کو ایسے شدت پسند علماء نے تسلیم کر کے عامۃ المسلمین کو بھی یہی مغالطہ دیا کہ جب تک تلوار نہ اُٹھائی جائے دین اسلام کا غلبہ نہیں ہو سکتا اور ساری دُنیا میں اسلام اور مسلمانوں کو دہشت گرد کے طور پر بدنام کر کے رکھ دیا۔ ایسے علماء خواہ وہ افغانستان کے طالبان ہوں۔ یا پاکستان و بھارت کے دیوبندی، وہابی اور جماعتِ اسلامی کے حامیان ہوں۔ وہ آجکل کی دہشت گرد کارروائیوں کو جہاد کا نام دے رہے ہیں جبکہ اس دہشت گردی کا جہاد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جہاد کے اسی ظالمانہ اور جارحانہ اور خلاف اسلام تصور اور نظریے کا یہ نتیجہ ہے کہ وشو ہندو پریشد کے لیڈر خواہ وہ اشوک سنگھل ہوں یا پروین توگڑیا، مسلمانوں سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ قرآن مجید سے وہ آیات خارج کر دیں جو جہاد سے متعلق ہیں یا جن میں کافروں سے نفرت اور عداوت کا اظہار کیا گیا ہے۔ ہم یہاں پر یہ بات واضح کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ جس طرح بعض علمائے اسلام نے جہاد کو غلط رنگ میں پیش کیا اور اسلام اور قرآن اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نمونہ سے اختلاف کر کے اسلام کو جبر و تشدد کا مذہب مشتہر کیا اسی طرح پروین توگڑیا نے بھی ایسی ہی باتیں سُن سُن کر یہ مطالبہ کر دیا کہ جہاد کے بارے میں قرآنی آیات کو حذف کر دیا جائے۔ یہ سراسر اُن کی زیادتی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کسی انسان کا بنایا ہوا قانون نہیں بلکہ خالصۃً خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ازلی اور ابدی احکام پر مشتمل کتاب ہے۔ یہ اُس خدا کا کلام ہے۔ جس کی نظر میں ماضی حال اور مستقبل بالکل آئینہ کی طرح واضح اور روشن ہیں۔ اور قانونِ قدرت اور انسانی فطرت کے تمام تقاضوں کو پورا کرنیوالی کتاب ہے۔ اب کسی شخص کی مجال نہیں کہ اس کتاب کی آیت تو دور کی بات رہی ایک نقطہ یا شعشہ بھی اس میں سے تبدیل کر سکے۔ ہم توگڑیا صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ رامائن اور مہابھارت سے وہ حصے حذف کروانے کے لئے ہندوؤں کو راضی کرالیں گے جن میں راون اور کوروؤں کے خلاف جنگ لڑی گئی تھی؟ کیا یہ جنگیں اہنسا کی خلاف ورزی نہیں تھیں؟ اگر آپ کے نزدیک یہ جنگیں برحق اور درست تھیں تو پھر مسلمانوں نے پندرہ سال تک ظلم برداشت کرنے کے بعد تلوار اُٹھائی تو یہ ناحق کیسے ہو گیا؟ ہم سمجھتے ہیں کہ اس معاملہ میں توگڑیا صاحب کا بھی کوئی دوش نہیں کیونکہ جس رنگ کی عینک اُن کو میسر کی گئی اسی رنگ میں انہوں نے قرآن اور اسلام کو دیکھا۔ ہم انہیں دعوت دیتے ہیں کہ آیئے اور جماعت احمدیہ کے نقطۂ نظر سے ان آیات کا مفہوم اور مطلب سمجھئے اور پھر بتلایئے کہ کیا غلط ہے اور کیا صحیح۔

سب سے پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ اسلام مذہبی معاملات میں جبر اور زبردستی کو پسند نہیں کرتا بلکہ آزادئ رائے اور آزادئ ضمیر کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام کے دور اوّل میں اس کے مخالفین جبر و اکراہ اور زور زبردستی سے لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے روکتے تھے۔ لیکن اسلام زور اور زبردستی اور جبر و اکراہ کا مخالف تھا۔ چنانچہ سورۃ کہف کی آیت نمبر 30 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ.

یعنی اے رسول! تو (لوگوں سے) کہہ دے کہ یہ اسلام تمہارے رب کی طرف سے حق و سچائی پر مبنی ہے اب اس کے بعد جو چاہے اس پر ایمان لے آئے اور جو چاہے اس کا انکار کر دے۔ یعنی کسی پر زور زبردستی نہیں ہے ہر شخص اپنے ضمیر کی آواز پر کان دھرنے میں آزاد ہے۔ پھر فرماتا ہے:۔

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ج (البقرہ: 257)

یعنی دین کے معاملہ میں کوئی جبر اور زبردستی نہیں ہونی چاہئے ہدایت اور گمراہی کا معاملہ پوری طرح کھل چکا ہے۔

ان آیات سے اس بات کا قطعی اور پختہ ثبوت ملتا ہے کہ اسلامی تعلیم کی رُو سے دین کے معاملہ میں جبر کرنا بالکل جائز نہیں بلکہ اسلام نے دین کا معاملہ ہر شخص کی ضمیر پر چھوڑ دیا ہے کہ جس مذہب کو کوئی شخص اپنے لئے پسند کرے اختیار کر لے۔

آزادئ ضمیر کی تعلیم کے ساتھ ہی جب ہم دیکھتے ہیں کہ جس وقت مسلمانوں کی طرف سے تلوار کے جہاد کا آغاز ہوا اُس وقت ان کی جو حالت تھی وہ بھی جبر و تشدد کے نظریے کو جھٹلاتی ہے کہ بھلا گنتی کے چند لوگ جن کے خلاف پورا ملک ہتھیار بند تھا اور جن کا حال یہ تھا کہ خوف کے مارے راتوں کو نیند نہیں آتی تھی۔ وہ جبر کے خیال سے جنگ کیسے شروع کر سکتے تھے۔ ان کی یہ حالت اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمانوں کی ابتدائی لڑائیاں دفاع اور خود حفاظتی کے لئے تھیں نہ کہ

جبر و تشدد کی غرض سے۔

پھر یہ بات بھی مد نظر رکھنی چاہئے کہ اگر ابتدائی لڑائیاں لوگوں کو زبردستی مسلمان بنانے کے لئے تھیں تو تاریخ سے ہمیں ایسے لوگوں کی مثالیں ملنی چاہئیں جو بزور مسلمان بنائے گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی جس میں کسی غیر مسلم کو زبردستی مسلمان بنایا گیا ہو۔ البتہ ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں کہ عین لڑائی کے دوران کسی مشرک نے اسلام کا اظہار کیا لیکن مسلمانوں نے اس خیال سے کہ یہ شخص ڈر کر اسلام کا اعلان کر رہا ہے اور دل کی تصدیق اس کے ساتھ نہیں ہے اس کے اسلام کو اسلام نہیں سمجھا اور موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ چنانچہ تاریخ سے حضرت اُسامہ بن زید کا ایسا ہی واقعہ ثابت ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس واقعہ کا ذکر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُسامہ پر سخت ناراض ہوئے اور نہایت تکلیف سے بار بار یہ فرماتے رہے کہ ھلا شققت عن قلبه ھلا شققت عن قلبه کہ تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا۔ (مسلم کتاب الایمان)

علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے آپؐ کے ساتھ جس محبت، فدائیت، خلوص، قربانی اور غیرت کا اظہار کیا ہے وہ اُن لوگوں میں ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی جنہیں زبردستی بزور تلوار مسلمان بنایا گیا ہو۔ صحابہ کرام کی مومنانہ اور سرفروشانہ زندگیاں اس بات کی شاہد ہیں کہ اُن کے دلوں کو محبت سے جیتا گیا تھا نہ کہ جبر و تشدد سے۔

سامعین کرام! ایک اور زاویے سے ہم مولوی مودودی صاحب اور اُن کے ہم خیال لوگوں کے نظریے کا جائزہ لیتے ہیں کہ اگر اسلام تلوار کے زور سے ہی پھیلا ہے تو پھر جنگوں کے عرصہ میں مسلمانوں کی تعداد بڑھنی چاہئے تھی اور صلح کے زمانے میں مسلمانوں کی تعداد کم ہو جانی چاہئے۔ لیکن تاریخ اس کے بالکل اُلٹ اعداد و شمار ہمارے سامنے پیش کرتی ہے تفصیل اس کی یوں ہے کہ مسلمانوں کی پہلی لڑائی قریش کے ساتھ رمضان 2 ہجری میں بدر کے میدان میں ہوئی جہاں مسلمان تین سو تیرہ کی تعداد میں تھے۔ دوسری لڑائی شوال 3 ہجری میں اُحد کے مقام پر ہوئی جہاں مسلمانوں کی تعداد سات سو تھی۔ تیسری لڑائی شوال 5 ہجری میں ہوئی جو غزوہ احزاب یا جنگ خندق کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی۔ مگر یہ یاد رہے کہ چونکہ یہ تیسری لڑائی مدینہ میں ہی لڑی گئی اس لئے مسلمان کثرت سے شامل رہے ورنہ اگر دور کسی مقام پر ہوتی تو تعداد اس سے کم ہوتی کیونکہ کمزور، ضعیف اور غریب لوگ اس میں شامل نہ ہو سکتے۔ اس کے بعد ذوقعدہ 6 ہجری میں غزوہ حدیبیہ عمل میں آیا جس میں ڈیڑھ ہزار مسلمان شامل ہوئے۔ اس کے بعد صلح کا زمانہ شروع ہوا اور قریباً پونے دو سال تک صلح رہی۔ اس صلح کے زمانے میں جس غیر معمولی سُرعت سے اسلام کی ترقی ہوئی وہ اُس تعداد سے معلوم کی جا سکتی ہے جو مسلمانوں کی غزوہ فتح مکہ کے موقعہ پر تھی جو رمضان 8 ہجری میں ہوا۔ مؤرخین کا اتفاق ہے کہ اس غزوہ میں اسلامی لشکر کی تعداد دس ہزار نفوس پر مشتمل تھی۔ گویا چار پانچ سالہ جنگ کے زمانہ میں قابل جہاد مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ہزار یا زیادہ سے زیادہ تین ہزار تک پہنچی تھی۔ اور پونے دو سال کے امن کے زمانہ میں یہ تعداد دس ہزار کو پہنچ گئی۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ لڑائیاں اسلام کی جبری اشاعت کے لئے نہیں تھیں بلکہ یہ جنگیں اسلام کی ترقی میں ایک روک تھیں کیونکہ جونہی یہ جنگ ختم ہوئی اسلام تیزی سے پھیلنا شروع ہو گیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو کن حالات میں اور کن لوگوں کے خلاف تلوار کے جہاد کی اجازت دی گئی اور اس کی کیا وجوہات تھیں۔ جہاد کا لفظ جُهد سے مشتق ہے جس کے معنی کوشش کرنا اور زور لگانا ہے اس کے بارے میں بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''جاننا چاہئے کہ جہاد کا لفظ جہد کے لفظ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں کوشش کرنا اور پھر مجاز کے طور پر دینی لڑائیوں کے لئے بولا گیا...... اب ہم اس سوال کا جواب لکھنا چاہتے ہیں کہ اسلام کو جہاد کی کیوں ضرورت پڑی۔ اور جہاد کیا چیز ہے؟ سو واضح ہو کہ اسلام کو پیدا ہوتے ہی بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اور تمام قومیں اس کی دشمن ہو گئی تھیں۔ جیسا کہ یہ ایک معمولی بات ہے کہ جب ایک نبی یا رسول خدا کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اور اس کا فرقہ لوگوں کو ایک گروہ ہونہار اور راستباز اور باہمت اور ترقی کرنے والا دکھائی دیتا ہے تو اس کی نسبت موجودہ قوموں اور فرقوں کے دلوں میں ضرور ایک قسم کا بغض اور حسد پیدا ہو جایا کرتا ہے...... یہی اسباب تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مشرکوں اور یہودیوں اور عیسائیوں کے عالموں کو نہ محض حق کے قبول کرنے سے محروم رکھا بلکہ سخت عداوت پر آمادہ کر دیا...... انہوں نے دردناک طریقوں سے اکثر مسلمانوں کو ہلاک کیا۔ اور ایک زمانہ دراز تک جو تیرہ برس کی مدت تھی ان کی طرف سے یہی کارروائی رہی۔ اور نہایت بے رحمی کی طرز سے خدا کے وفادار بندے اور نوع انسان کے فخر ان شریر درندوں کی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔ اور یتیم بچے اور عاجز اور مسکین عورتیں کوچوں اور گلیوں میں ذبح کئے گئے۔ اس پر بھی خداتعالیٰ کی طرف سے قطعی طور پر یہ تاکید تھی کہ شر کا ہرگز مقابلہ نہ کرو۔ چنانچہ ان برگزیدہ راستبازوں نے ایسا ہی کیا اُن کے خونوں سے کوچے سُرخ ہو گئے پر انہوں نے دم نہ مارا۔ وہ قربانیوں کی طرح ذبح کئے گئے پر انہوں نے آہ نہ کی۔ خدا کے پاک اور مقدس رسول کو جس پر زمین و آسمان سے بے شمار سلام ہیں بارہا پتھر مار مار کر خون سے آلودہ کیا گیا مگر اس صدق اور استقامت کے پہاڑ نے ان تمام آزاروں کی دلی انشراح اور محبت سے برداشت کی۔ اور ان صابرانہ اور عاجزانہ روشوں سے مخالفوں کی شوخی دن بدن بڑھتی گئی اور انہوں نے اس مقدس جماعت کو اپنا ایک شکار سمجھ لیا۔ تب اُس خدا نے جو نہیں چاہتا کہ زمین پر ظلم اور بے رحمی حد سے گذر جائے اپنے مظلوم بندوں کو یاد کیا اور اس کا غضب شریروں پر بھڑکا اور اس نے اپنی پاک کلام قرآن شریف کے ذریعہ سے اپنے مظلوم بندوں کو اطلاع دی کہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔ میں تمہیں آج سے مقابلہ کی اجازت دیتا ہوں۔ اور میں خدائے قادر ہوں ظالموں کو بے سزا نہیں چھوڑوں گا۔ یہ حکم تھا جس کا دوسرے لفظوں میں جہاد نام رکھا گیا۔'' (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ 1-4)

حضرات! قرآن مجید اور احادیث کے مطالعہ سے ہمیں جہاد کی دو قسمیں معلوم ہوتی ہیں۔

اوّل: جہاد کبیر یا جہاد اکبر

دوم: جہاد صغیر یا جہاد اصغر

قرآن مجید کی رُو سے جہاد کبیر یا بڑا جہاد وہ جہاد ہے جس کے مطابق قرآن مجید کے احکام کی تبلیغ و اشاعت اور ان پر عمل کرنا اور کرانا ہے جیسا کہ سورۃ الفرقان کی آیت 55 میں ہے:-

وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا

یعنی اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن مجید کے ساتھ بڑا جہاد کر۔ یعنی قرآن مجید کی تبلیغ و اشاعت کر۔ اور احادیث کے مطالعہ سے جہاد کے اور معنی بھی معلوم ہوتے ہیں۔ بخاری شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ (بخاری کتاب الجهاد والسیر) یعنی سب سے بہترین جہاد وہ حج ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو۔ ایک اور مقام پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ الْجِهَادُ الْاَكْبَرُ (مشکوٰۃ۔ نیز نسائی کتاب البیعۃ) یعنی سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ ظالم و جابر حکمران کے سامنے حق و انصاف کی بات کی جائے۔ ایک اور مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ سے واپس مدینہ تشریف لاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ (ردّ المختار علی الدر المختار جلد 3 صفحہ 235) یعنی ہم چھوٹے جہاد (یعنی جنگ) سے فارغ ہو کر جہاد اکبر (بڑے جہاد) یعنی اقامتِ دین اور تبلیغ و اشاعتِ اسلام اور اصلاح عمل میں مشغول ہونے کیلئے جا رہے ہیں۔

پس اسلامی اصطلاح میں جہاد اکبر یا جہاد کبیر اقامتِ دین ہے اور تلوار کی لڑائی کو جہاد اصغر یعنی چھوٹا جہاد قرار دیا گیا ہے۔

آپ کے خطوط = آپ کی رائے

حروف ابجد سے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:-

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ۔ (سورۃ البقرہ)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو نازل کیا گیا آپ پر اور جو نازل کیا گیا آپ سے پہلے اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں۔

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ قَبْلِكَ سے زمانہ ماضی کے مامور من اللہ ہیں۔ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے۔ اس سے ذات مقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس لحاظ سے زمانہ حال کے مامور، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور زمانہ ماضی کے مامورین انبیاء سابقین ہیں۔

اب رہا ''وبالآخرۃ'' کا مامور من اللہ کون ہوگا۔ آخرۃ یعنی زمانہ مستقبل کا دور تو بہت لمبا ہے۔ اور یہ زمانہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ جانے کتنے ہزاروں سال تک ممتد ہو پھر مستقبل میں وہ کس دور کا مامور ہے۔ جس کی جانب خاص طور سے بالآخرۃ کہکر قرآن پاک نے رہنمائی کی ہے۔ تو غور فرمائیے! خود بالآخرۃ کے لفظ نے ہی اس مسئلہ کو حل کر دیا ہے۔

حروف ابجد کے لحاظ سے 'و' کے 6 عدد بنتے ہیں۔ 'ب' کے 2۔ 'الف' کے 1۔ 'ل' کے 30۔ 'آ' کے 1۔ 'خ' کے 600۔ 'ر' کے 200۔ اور 'ت' کے 400۔ اس طرح ان کو جوڑنے پر (6+2+1+30+1+600+200+400=1240) بارہ سو چالیس بنتے ہیں۔ اس بارہ سو چالیس کی پیشگوئی کا ذکر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس حدیث میں ذکر کیا ہے۔

اذا مضت الف و مأتان و اربعون سنة يبعث الله المهدى (النجم الثاقب جلد 2 صفحہ 209)

یعنی جب ایک ہزار دو سو چالیس سال گزر جائیں گے تب خدا امام مہدی کو مبعوث فرمائیگا۔ اور اس مہدی کی صداقت کیلئے خدا چاند اور سورج کو رمضان ہی کے مہینہ میں گرہن لگوائیگا۔ جیسا کہ حدیث ہے اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ ..... الخ۔ (سنن دار قطنی باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف والکسوف وهيئتهما مطبع فاروقی دہلی صفحہ 188)

اب اس تعلق سے غور فرمائیں تو بارہ سو چالیس ہجری گزرنے پر بارہ سو پچاس ہجری میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش ہوتی ہے۔ اور چالیس سال کے بعد یعنی بارہ سو نوے ہجری میں آپ کو ماموریت کا الہام ہوتا ہے۔ اور چودھویں صدی کے آغاز پر مسیح موعود اور امام مہدی کا دعویٰ آپ نے کیا جس کی صداقت کے لئے آپ کے حین حیات میں ہی یعنی 1311 ہجری بمطابق 1894ء میں چاند اور سورج گرہن کا عظیم آسمانی نشان ظاہر ہوا۔ فاعتبروا یا اولی الالباب۔

(محمد امین الدین معلم جماعت احمدیہ گیا، بہار)

پاکستانی علماء

جنہوں نے دین کو سیاسی اکھاڑہ بنا دیا ہے

مکرم محمد عظمت اللہ قریشی صاحب سیکرٹری دعوت الی اللہ بنگلور

پاکستان میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دئے جانے کے پیچھے سیاست کا دخل تھا جسکا فائدہ علماء کو جماعت کے خلاف ابھار کر حاصل کیا گیا۔ اس کی تصدیق خود ان کی کتب کے اس اقتباس سے بخوبی ہو جائے گی۔ لکھتے ہیں:

نوزائیدہ مملکت پاکستان میں بسنے والے علمائے حق جو اپنی دینی بصیرت اور فراست مومن کی دولت سے مالا مال تھے۔ ان کی نگاہیں پاکستان کے داخلی خلفشار، کوتاہیوں اور کمزوریوں پر لگی ہوئی تھیں (داخلی یعنی سیاسی)۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ صدر کا سیکرٹری ایک قادیانی ہے۔ وزارت خارجہ پر ایک قادیانی کا قبضہ ہے۔ پاکستان کی فوجی طاقت پر نظر جاتی ہے تو ایک ٹکا خان کو چھوڑ کر دس بارہ بڑے فوجی افسران سب کے سب قادیانی ہیں۔ اور حکومت کے تمام دفاتر میں اہم کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کا تسلط ہے۔ ہر دفتر میں قادیانی چھائے ہوئے ہیں۔ حکومت کی پالیسیوں میں قادیانیوں کا بہت عمل دخل ہے۔ اگر کچھ برسوں اسی طرح قادیانی حکومت کے درو بست پر قابض ہوتے چلے گئے تو وہ دن دور نہیں کہ جب ایک دن پاکستانی رات کو سو کر صبح اٹھیں گے تو معلوم ہوگا کہ مملکت خداداد پاکستان کے دارالحکومت کے سب سے اونچے محل پر قادیانی جھنڈا لہرا رہا ہے اور فوج کو تیار رہنے کا حکم دیا جا چکا ہے کہ جو شخص سر اٹھائے اسے گولیوں سے بھون دو۔ اب یہ قادیانی نبی کا دارالخلافت بن چکا ہے اور مرزا محمود اس خلافت کا سب سے پہلا امیر القادنین بن چکا ہے

(دارالعلوم دیوبند احیاء اسلام کی عظیم تحریک تالیف مولانا امیر ادروی دار المولفین دیوبند یوپی ص266 تا267 طبع اوّل 1991ء)

1953ء میں یہ تحریک دبا دی گئی مگر ان علماء سو کے اندرونے صاف نہیں تھے۔ ان کی ریشہ دوانیاں جاری رہیں۔ جماعت کو غیر مسلم قرار دینے کیلئے حکومت پر مختلف ذرائع سے دباؤ ڈالا۔ غیر ممالک کے سربراہان سے رابطے کئے۔ اپنے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

پاکستان میں رد قادیانیت کی مہم کو کامیابی سے سرانجام دینے کا یہ مطلب نہیں رہ گیا تھا کہ انکے مذہب کے باطل ہونے کا لوگوں کو صرف یقین دلایا جائے۔ یا انکو کتابوں، رسالوں اور اخبارات میں مرتد ہونے کا اعلان کر کے خاموشی اختیار کرلی جائے۔ ایک اسلامی حکومت میں حکومت کی سطح پر یہ منظور کرالیا جائے کہ قادیانی مسلمان ہیں اور نہ یہ مسلمانوں کا کوئی فرقہ ہے۔ بلکہ اسلام سے بالکل علیحدہ ایک مذہب ہے۔ جسکا خدا، جسکا نبی، جسکی امت سب مسلمانوں سے جداگانہ ہے اور حکومت پارلیمنٹ میں بل بلا کر اسکو قانونی شکل دے دے کہ قادیانی پاکستان میں بسنے والی بہت سی قوموں میں سے ایک قوم ہے اور پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت ہے جس کا مسلمانوں سے الگ ایک مذہب ہے اس کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(دارالعلوم دیوبند احیاء اسلام کی عظیم تحریک ص 271)

یہ وہ آواز تھی جو پاکستان میں سیاست کے کندھے پر سوار ہونے کیلئے علماء سوء نے اٹھائی۔ اور یہ تمام فرقوں کے علماء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوشش ہو گئی۔ یہی تحریک کئی مراحل سے گزرتی ہوئی جب 1974ء میں داخل ہوئی تو انہوں نے جماعت کو غیر مسلم قرار دینے کا خواب پورا کیا۔ پاکستان کی قومی اسمبلی تو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کی گئی ہے۔ اصل میں ایک مجلس عمل قائم ہوئی اور جو بھی غیر مسلم قرار دینے کی کاروائی ہوئی یہ سب انکی چالوں اور شرارتوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ 1952ء میں بھی اس کام کیلئے ایک مجلس عمل بنی تھی۔ اس بات کا اقرار خود انہوں نے کیا ہے۔ چنانچہ مولوی اختر علی خان ابن مولوی ظفر علی خان نے لکھا ہے کہ:

"مجلس عمل نے گزشتہ تیرہ سو سال کی تاریخ میں دوسری مرتبہ اجماع امت کا موقع مہیا کیا ہے۔ آج مرزائے قادیان کی مخالفت میں امت کے 72 فرقے متحد و متفق ہیں۔ حنفی اور وہابی، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سنی، اہل حدیث، سب کے علماء تمام پیر اور تمام صوفی اس مطالبہ پر متحد و متفق ہیں کہ مرزائی کافر ہیں انہیں مسلمانوں سے ایک علیحدہ اقلیت قرار دو۔" (زمیندار 5 نومبر 1952 ص 2 کالم 6)

پھر 1974ء میں جو ظالمانہ فیصلہ ان علماء نے کیا اس پر بھی اخباروں نے شہ سرخیاں لگائی تھیں اور بڑے فخر سے یہ اعلان کئے تھے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف 72 فرقوں کا اجماع ہوا ہے۔ نوائے وقت نے لکھا:

"اسلام کی پوری تاریخ میں اس قدر پورے طور پر کسی اہم مسئلہ پر کبھی اجماع امت نہیں ہوا۔ اجماع امت میں ملک کے بڑے بڑے علمائے دین اور حاملان شرع متین کے علاوہ تمام سیاسی لیڈر اور ہر گروپ کے سیاسی رہنما کماحقہ متفق ہوئے۔ اور صوفیائے کرام اور عارفین باللہ، برگزیدگان تصوف و طریقت کو بھی پورا پورا اتفاق ہوا ہے۔ قادیانی فرقہ کو چھوڑ کر جو بھی 72 فرقے مسلمانوں کے بتائے جاتے ہیں سب کے سب اس مسئلہ کے اس حل پر متفق اور خوش ہیں۔" (نوائے وقت 6 اکتوبر 1974 ص 4)

لکھا ہے:

"قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قادیانی مسئلہ پر غور و فکر کرنے کیلئے دو مہینے میں 28 اجلاس کئے اور 96 گھنٹے نشستیں کیں۔ مسلمانوں کی طرف سے ملت اسلامیہ کا موقف نامی کتاب اسمبلی میں پیش کی گئی۔ اور قادیانیوں کی طرف سے ربوائی اور لاہوری پارٹیوں کے سربراہوں نے اپنے موقف کی وضاحت کیلئے اپنے اپنے کتابچے پیش کئے۔ ربوہ جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ دن تک 42 گھنٹے اور لاہوری جماعت کے امیر مسٹر صدرالدین پر سات گھنٹے جرح ہوئی۔ وزیر اعظم بھٹو قادیانیوں کے حلیف رہ چکے تھے۔ وہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دئے جانے پر رضامند نہیں تھے۔ وہ قادیانیوں کو کسی نہ کسی طرح آئین کی تلوار کی زد سے بچانا چاہتے تھے۔ اور اسکے لئے وہ اپنی طاقت اور ذہانت کا سارا سرمایہ صرف کر دینا چاہتے تھے۔ چنانچہ حزب اختلاف کے ارکان میں سے جو مجلس عمل کے نمائندے تھے وزیر اعظم کی بار بار ملاقاتیں ہوئی اور کئی بار صورت حال انتہائی نازک ہو گئی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سفینہ ساحل پر پہنچ کر بھی بھٹو کی ضد سے غرق آب ہو جائے گا۔ آخری دن تو گویا ہنگامہ محشر تھا۔ امید و بیم کی کیفیت اپنی آخری حدوں کو چھو رہی تھی۔ وزیر اعظم کی انا نے تصادم کے خطرے کو یقینی بنایا تھا بلکہ حکومت کی جانب سے پولیس اور انٹیلی جینس کو چوکنا کر دیا گیا تھا۔ بڑے بڑے شہروں میں فوج لگا دی گئی تھی۔ لوگ گرفتار تھے وہ تو تھے ہی۔ ان کے علاوہ ہزاروں علماء اور سربرآوردہ کی گرفتاری کی فہرستیں تیار ہو چکی تھیں۔ ادھر مجلس عمل کے نمائندے بھی کفن بردوش میدان میں ڈٹے رہے۔

مولانا مفتی محمود صاحب قومی اسمبلی کے ممبر بھی تھے اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ان چند مخصوص رہنماؤں میں سے تھے جو اس تحریک کی گاڑی کو پٹرول کی بجائے اپنا خون جگر دے کر چلا رہے تھے۔ مفتی صاحب ہی مجلس عمل کے نمائندوں کی حیثیت سے وزیر اعظم سے مذاکرات کر رہے تھے۔ مذاکرات کی بار بار نشستوں سے تنگ آ کر ایک دن انہوں نے وزیر اعظم سے فرمایا آپ ہمیں بتائیے کہ ہم کیا کریں؟ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ کی رائے میں کوئی لچک نہیں آتی۔ اور مجلس عمل والوں کے پاس جاتے ہیں تو وہ اپنے مطالبہ سے کم پر راضی ہونے کیلئے تیار نہیں۔ وزیر اعظم بھٹو کے دماغ پر اقتدار کا نشہ چڑھا ہوا تھا۔ انہوں نے بڑے ہی مغرورانہ انداز میں کہا کہ:

"میں مجلس عمل کو کچھ نہیں سمجھتا ہوں۔ ان کی کیا حقیقت ہے؟ میں تو آپ لوگوں کو جانتا ہوں۔ آپ اسمبلی کے معزز ممبر ہیں۔ میں ان لوگوں کی بات سننے کیلئے تیار نہیں۔"

مفتی محمود صاحب کی حمیت دینی اور غیرت ایمانی بھڑک اٹھی۔ اور اس نے مغرور وزیر اعظم سے صاف صاف دوٹوک کھری کھری بات کہنے پر مجبور کر دیا۔ انہوں نے مسٹر بھٹو وزیر اعظم سے تیکھے تیور سے کہا کہ:

"بھٹو صاحب آپکو قوم کے صرف ایک حلقہ نے منتخب کر کے بھیجا ہے۔ اس لئے آپ تو اسمبلی کے ایک معزز رکن ہو گئے ہیں۔ میں بھی ایک حلقہ انتخاب سے چن کر آیا ہوں ان کا نمائندہ ہوں اس لئے میں بھی اسمبلی کا رکن کہلاتا ہوں۔ مگر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ مجلس عمل کسی ایک حلقہ انتخاب کی نمائندہ نہیں بلکہ وہ اسوقت پاکستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کر رہی ہے۔ کیسی عجیب منطق ہے کہ آپ ایک حلقہ کے نمائندہ کو عزت و احترام کا مقام دیتے ہیں مگر قوم کے سات کروڑ افراد کی نمائندہ مجلس عمل کو آپ پائے حقارت سے ٹھکرا رہے ہیں؟ بہتر ہے میں ان سے جا کر کہہ دیتا ہوں کہ وزیر اعظم پاکستان سات کروڑ مسلمانوں کی بات سننے کو تیار نہیں۔"

(دار العلوم دیوبند احیائے اسلام کی عظیم تحریک ص 292-290) (رسالہ بینات کراچی جنوری فروری 1978ء ص 360)

مفتی صاحب موصوف کا یہ تیور اور انداز گفتگو دیکھ کر بھٹو وزیر اعظم پاکستان کی انا سرنگوں ہو گئی۔ اقتدار کے نشہ کا پارہ نیچے گر گیا اور انہوں نے مجلس عمل کے مجوزہ مسودہ پر دستخط کر دئے۔ اس طرح 7 ستمبر 1974ء کو چار بج کر 35 منٹ پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج کر دیا گیا۔

(دارالعلوم دیوبند احیائے اسلام کی عظیم تحریک تالیف مولانا امیر ادروی دار المومنین دیوبند یوپی ص 290 تا 292 طبع اوّل 1991ء)

اسی طرح یہ 72 فرقے جماعت احمدیہ کے بالمقابل اکٹھے ہو کر بیٹھ گئے اور الکفر ملة واحدہ بنے۔

حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد فرماتے ہیں:

"24 اگست 1974ء کو یعنی قومی اسمبلی کی کاروائی کے آخری دن کا واقعہ ہے کہ 10-9 بجے شب کے قریب احمدیت سے متعلق سوال و جواب کا سلسلہ اختتام پذیر ہوا تو اسوقت کے اٹارنی جنرل صاحب نے حضرت خلیفة المسیح الثالث سے درخواست کی کہ اب آپ بھی کچھ فرمائیں۔ یہ منظر

میں آپ کے حضرت کو دیکھ کر اتنا ضرور سمجھ گیا ہوں کہ اس کائنات میں کوئی تو ایسی ہستی موجود ہے جس نے ایسا نورانی چہرہ پیدا کیا۔

نہایت درجہ رقت آمیز تھا۔ حضور نے قرآن عظیم اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا کہ:

''میں نے اس ایوان میں پہلے دو روز جماعت کا محضر نامہ پڑھا۔ بعد ازاں گیارہ دن تک مجھ پر انتہائی سخت قسم کے سوالات کئے گئے۔ یہ ایام شدید گرمی کے بھی تھے اور میرے لئے انتہائی مصروفیت کے بھی۔ مجھے معلوم نہیں کہ دن کب چڑھا ہے اور رات کب آئی ہے۔ ان تیرہ دنوں میں اگر کوئی شخص میرے دل کو چیر کر دیکھ سکتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اسمیں خدا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔''

اس تڑپا دینے والے مختصر خطاب کے بعد حضورؒ (حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ) اسمبلی ہال سے باہر تشریف لے آئے۔

(حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت)

پاکستان کی قومی اسمبلی اور مجلس عمل نے جو بھی فیصلہ کیا اس کا نتیجہ کیا ہوا اس بات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اب اس بات کو اچھی طرح ملحوظ رکھ لیں کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں جب امت مسلمہ 73 فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور ایک 73ویں جماعت پیدا ہو گی اور وہ حق پر ہو گی تو 72 فرقے لازماً جھوٹے ہوں گے۔ کیونکہ سچے ناری نہیں کہلا سکتے۔ ایک ہی سچی جماعت ہے اور اسے جماعت قرار دیا ہے۔ کل تک جماعت احمدیہ کے تمام مخالفین خواہ سنی تھے، خواہ شیعہ تھے اس حدیث کی صحت کے نہ صرف قائل تھے بلکہ وہابیہ فرقے کے امام تو کہتے ہیں کہ مسلمان تو وہی ہے جو اس حدیث کو سچا مانتا ہے جو نہیں مانتا ہے وہ مسلمان ہی نہیں۔ پس شیعہ کیا اور سنی کیا، وہابی کیا اور بریلوی کیا یہ تمام لوگ اس حدیث پر متفق ہیں اور تسلیم کرتے چلے آرہے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ مگر 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان پر جو قیامت ٹوٹی وہ یہ تھی کہ اس دن ان سب نے جماعت احمدیہ کی تکذیب کے شوق میں نعوذ باللہ من ذالک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تکذیب سے دریغ نہیں کیا۔ اور بڑی جرأت اور بے حیائی سے یہ اعلان کیا کہ یہ حدیث معاذ اللہ جھوٹی تھی۔ ہمارے بزرگ جھوٹے تھے جو اس حدیث کو سچا تسلیم کر گئے۔ گویا 74ء کی اسمبلی کو اکثریت کے زعم میں مسئلہ یوں سمجھ آیا کہ 72 فرقے سچے ہیں اور ایک جھوٹا ہے بہتر جنتی ہیں اور ایک ناری ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ کا فخر سے اعلان کیا گیا اور کیا جاتا رہا اور یہی مسئلہ ہے جس کی موجودہ حکومت کی طرف سے مزعومہ قرطاس ابیض میں اچھالا جاتا رہا ہے۔ غرض یہ ایک بہت بڑی جسارت اور بغاوت تھی جس کا 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے ارتکاب کیا حالانکہ جماعت احمدیہ کو اس وقت کے امام کی طرف سے قومی اسمبلی کی طرف سے بار بار اور کھلے لفظوں میں تنبیہ کی گئی تھی کہ تم شوق سے ہمارے دشمن بن جاؤ جو کچھ چاہو ہمیں کہتے رہو۔ لیکن خدا کیلئے اسلامی مملکت پاکستان میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف تو علم بغاوت بلند کرنے کی جسارت نہ کرو۔ کل تک تم یہ مانتے چلے آرہے تھے کہ اگر 72 اور 1 کا جھگڑا چلا تو 72 ضرور جھوٹے ہوں گے اور 73واں ضرور سچا ہو گا اس لئے اصدق الصادقین کی پیشگوئی ہے کہ 72 جھوٹے ہوں گے یعنی اکثریت جھوٹی ہو گی اور ایک فرقہ سچا ہو گا مگر آج جماعت احمدیہ کو جھوٹا بنانے کے شوق میں تم یہ اعلان کر رہے ہو کہ 72 سچے ہیں اور صرف ایک جھوٹا ہے اس کا گویا یہ مطلب بنتا ہے کہ معرفت کا جو نکتہ ان کو سمجھ آگیا ہے وہ نعوذ باللہ من ذالک حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی سمجھ میں بھی نہیں آیا تھا۔ یہ دراصل اعلان بغاوت تھا جو آنحضرت ﷺ کے خلاف کیا گیا اور ایسے لوگ اسلام میں رہ ہی نہیں سکتے اور کوئی جرم تھا یا نہیں مگر اس دن حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے واضح ارشاد کے خلاف کھلی کھلی بغاوت کا ارتکاب کیا گیا اس دن ضرور یہ غیر مسلم بن گئے تھے۔ کیونکہ آنحضور ﷺ کا ارشاد شک و شبہ سے بالا ہے اور چوٹی کے علماء اور مختلف فرقوں کے بانی مبانی اسے مانتے چلے آئے ہیں۔ بلکہ اسے اسلام کی پہچان قرار دیتے ہیں مگر یہ سب کے سب اس دن ایسے پاگل ہو گئے اور ان کی عقلیں ایسی ماری گئیں کہ سات ستمبر کو یہ اعلان کر دیا کہ 72 فرقے اکٹھے ہیں یہ مسلمان ہیں یعنی جنتی ہیں اور ایک ہی جماعت احمدیہ ہے جو ناری ہے۔ یہ اصل حقیقت جنکی نعوذ باللہ من ذالک آنحضرت ﷺ کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ اور پھر بڑے فخر کے ساتھ یہ لوگ انکو پیش کرتے رہے اور یہی کہہ کر جماعت کے خلاف نت نئے مطالبے کئے جاتے رہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 17 مئی 1985ء بمقام لنڈن)

ہم ذیل میں ہفت روزہ لولاک لائل پور کا ایک اقتباس ہدیہ قارئین کر رہے ہیں جس سے قارئین ضرور محظوظ ہوں گے۔ پاکستانی قومی اسمبلی میں احمدیہ مسئلہ زیر بحث تھا ان دنوں مولانا مفتی محمود احمد صاحب کراچی تشریف لائے اور کراچی کے ایک استقبالیہ میں قومی اسمبلی کی کاروائی کا ذکر کیا اور کہا:

''اسمبلی میں قرارداد پیش ہوئی اور اس پر بحث کیلئے پوری اسمبلی کو کمیٹی کی شکل دے دی گئی۔ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ مرزائیوں کی دونوں جماعتیں خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی ان کو اسمبلی میں بلایا جائے اور ان کا موقف سنا جائے تا کہ کل اگر ان کے خلاف فیصلہ کر دیا جائے تو وہ دنیا اور بیرون ممالک میں یہ نہ کہیں کہ ہم کو بلائے بغیر اور موقف سنے بغیر ہمارے خلاف فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ بطور اتمام حجت کے انکا موقف سننا ہمارے لئے ضروری تھا اسلئے انکو بلایا گیا۔ جب انہوں نے اپنے بیانات پڑھے تو ان پر تیرہ دن بحث ہوئی۔ گیارہ دن مرزا ناصر پر اور دو دن صدر الدین پر جرح ہوئی۔

اس میں شبہ نہیں کہ جب انہوں نے اپنا بیان پڑھا تو مسلمانوں کے باہمی اختلاف سے فائدہ اٹھایا اور یہ ثابت کیا کہ فلاں فرقے نے فلاں پر کفر کا دعویٰ کر دیا ہے اور فلاں نے فلاں کی تکفیر کی ہے۔ مسلمانوں کے باہمی اختلاف کو لے کر اسمبلی کے ممبران کے دل میں یہ بات بٹھا دی کہ مولویوں کا کام ہی صرف یہ ہے کہ وہ کفر کے فتوے دیتے ہیں یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو صرف قادیانیوں سے متعلق ہو۔ اس میں شک نہیں کہ ممبران اسمبلی کا ذہن ہمارے موافق نہیں تھا بلکہ ان سے متاثر ہو چکا تھا تو ہم بڑے پریشان تھے کیونکہ ارکان اسمبلی کا ذہن بھی متاثر ہو چکا تھا اور ہمارے ارکان اسمبلی دینی مزاج سے بھی واقف نہ تھے اور خصوصاً جب اسمبلی ہال میں مرزا ناصر آیا تو قمیض پہنے ہوئے اور شلوار و شیروانی میں ملبوس بڑی پگڑی طرہ لگائے ہوئے تھا اور سفید داڑھی تھی ممبران نے دیکھ کر کہا کیا یہ شکل کافر کی ہے؟ اور جب وہ بیان پڑھتا تو قرآن مجید کی آیتیں پڑھتا تھا اور جب حضور اکرم ﷺ کا نام لیتا تو درود شریف بھی پڑھتا تھا اور تم اسے کافر کہتے ہو اور دشمن کہتے ہو۔ اور پروپیگنڈے کے لحاظ سے یہ بات مشہور ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے وہ مسلمان ہے تو جب وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو تمہیں کیا حق ہے کہ آپ انکو کافر کہیں؟ تو ہم اللہ سے دست بدعا تھے کہ اے مقلب القلوب ان دلوں کو پھیر دے اگر تم نے بھی ہماری امداد نہ فرمائی تو یہ مسئلہ قیامت تک اسی طرح رہ جائے گا اور حل نہیں ہو گا حتی کہ میں اتنا پریشان تھا کہ بعض اوقات مجھے رات کے تین یا چار بجے تک نیند نہیں آتی تھی۔''

(ہفت روزہ لولاک لائل پور 28 دسمبر 1975ء صفحہ 18-17)

(بحوالہ احمدیہ گزٹ کینیڈا مئی 2002ء صفحہ 20)

1974ء کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے جناب ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب ''یادیں'' میں لکھتے ہیں:

''ساری اپوزیشن نے بھٹو کو ہٹانے کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ اسلام کو خطرے میں ڈال دیا۔ حالانکہ آج تک اسلام خطرے میں نہیں ہوا...... آپکو یاد ہو گا کہ بھٹو نے گھوڑ دوڑ اور شراب بند کر دی۔ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ سو انہوں نے اپنی طرف سے یوں اسلام نافذ کیا۔ وہ اپنے اقتدار کو بچانے کی خاطر سب کچھ کرتے چلے گئے...... آپ دیکھ لیں اسلام کو کیونکر حربہ کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔''

(یادیں صفحہ 146)

جناب حمید نظامی کا ایک حوالہ:

''...... عزت مآب گورنر جنرل نے مسلمانان پاکستان کو جو تنبیہ کی ہے وہ اس قابل ہے کہ قوم گوش ہوش سے سنے۔ یہ قوم دھوکہ پہ دھوکہ کھاتی ہے۔ اور پھر نیا دھوکہ کھانے کیلئے آمادہ ہو جاتی ہے۔ گورنر جنرل نے بڑی اخلاقی جرأت سے کام لیا ہے کہ واشگاف الفاظ میں قوم کو خبردار کیا ہے کہ وہ علماء سوء سے بچے۔ کیونکہ علماء سوء نے ہی ماضی میں اسلام اور مسلمانوں کو سب سے بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ اسلام کی پوری تاریخ علمائے سوء کے کارہائے شنیع سے داغدار ہے یہ وہ علماء ہیں جنہوں نے دنیا کو دین پر ترجیح دی۔ اور ان میں ایسے بھی تھے جن کا خطاب شیخ الاسلام تھا۔ ان میں ایسے بھی تھے جو مسند ارشاد پر فائز تھے۔ ان میں ایسے بھی تھے جو قدوۃ السالکین اور زبدۃ العارفین کہلانا پسند کرتے تھے۔ مگر انہوں نے اسلام کے نام پر فتنے برپا کر کے اسلام کی جڑیں کھوکھلی کیں انہوں نے ملت کے نام پر بظاہر معصوم تحریکیں چلائیں۔ مگر ملت ہی کو برباد کیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ عجم میں بعض ایسے علمبرداران اسلام جنہوں نے مسلمانوں کو اللہ اور رسولؐ اور اسلام کے نام پر لڑایا۔ فی الحقیقت مسلمان بھی نہ تھے وہ دراصل یہودی یا مجوسی تھے۔''

(بحوالہ کتاب اقبال اور احمدیت ص 510 تا 513)

علامہ اقبال کا فتویٰ::

''وہ شخص جو دین کو سیاسی پروپیگنڈے کا پردہ بناتا ہے میرے نزدیک لعنتی ہے۔''

(زندہ رود ص 649 تحریر 18 فروری 1938 خط بنام طالوت)

حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد کی کتاب ''حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ'' میں حضرت مولانا صاحب لکھتے ہیں:

''جولائی 1974ء میں جبکہ پاکستان کی نیشنل اسمبلی کا اجلاس ہوا تھا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی اس سلسلہ میں اسلام آباد میں قیام فرما تھے۔ برادرم محمد شفیق قیصر مرحوم کی ملاقات M.N.A ہوسٹل میں اسمبلی کے اشتراکیت زدہ ممبر سے ہوئی۔ دوران ملاقات ان صاحب نے کہا کہ میں تو خدا کے وجود کا بھی قائل نہیں تھا مگر اسمبلی میں آپ کے حضرت کو دیکھ کر اتنا ضرور سمجھ گیا ہوں کہ اس کائنات میں کوئی تو ایسی ہستی موجود ہے جس نے ایسا نورانی چہرہ پیدا کیا۔''

(کتاب ص 15)

بہر حال پاکستان میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دئے جانے کے پیچھے سیاست کا دخل تھا۔ جس کا فائدہ علماء کو جماعت کے خلاف ابھار کر حاصل کیا گیا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اَطِعْ اَبَاكَ
اپنے باپ کی اطاعت کر
طالب دعا یکے از جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 مینگولین کلکتہ 700001
دکان:: 248-5222'248-1652'243-0794
رہائش:: 237-0471'237-8468

خدام الاحمدیہ حیدر آباد کے اعزاز میں جلسہ

مورخہ 17.11.02 بروز اتوار مسجد احمدیہ مومن منزل میں بعد نماز عصر خدام الاحمدیہ حیدر آباد کے اعزاز میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا احسان ہے کہ اس سال پورے ہندوستان میں مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد دقادیان سالانہ کارگزاری کے لحاظ سے اوّل پوزیشن کی حقدار قرار دی گئی اور ٹرافی حاصل کی۔ نیز اطفال الاحمدیہ حیدر آباد کی تنظیم سوئم قرار دی گئی اس طرح صنعتی نمائش میں خدام الاحمدیہ حیدر آباد دوئم قرار دی گئی۔

اس جلسہ کی صدارت مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ حیدر آباد نے کی۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم مکرم صمد احمد صاحب سے ہوا۔ نظم مکرم شجاعت حسین صاحب نے پڑھی اس جلسہ میں ایک ہی تقریر خاکسار کی ہوئی۔ بعنوان خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں خدام کو اُنکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔ آخر میں مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ حیدر آباد نے صدارتی خطاب فرمایا۔ دُعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

جماعت احمدیہ حیدر آباد میں یوم تبلیغ کا انعقاد

مورخہ 15.12.02 کو جماعت احمدیہ حیدر آباد کو یوم تبلیغ منانے کی توفیق ملی۔ حیدر آباد میں چونکہ نیشنل گیمز بھی ہو رہی تھیں۔ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے یوم تبلیغ کا انعقاد کیا گیا۔ مورخہ 13.12.02 بروز جمعہ محترم امیر صاحب کی اجازت سے ہی یہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ تمام خدام اور اطفال بروز اتوار صبح دس بجے مسجد احمدیہ جوبلی ہال میں اکٹھا ہو جائیں۔ اس اعلان کے مطابق تمام خدام اور اطفال مسجد احمدیہ جوبلی ہال میں آ گئے مکرم مولانا بشیر الرحمٰن صاحب شاہد مبلغ سلسلہ بنگلہ دیش نے اجتماعی دُعا کروائی بعد دعا خدام اپنی اپنی گاڑیوں میں شہر کے مختلف علاقوں میں نکل گئے۔ حیدر آباد۔ سکندر آباد ریلوے اسٹیشن۔ اور اسٹیڈیم میں جہاں نیشنل گیم کی وجہ سے باہر سے کثیر تعداد میں لوگ آئے نیز مختلف محلہ جات میں ہزاروں افراد تک پیغام حق پہنچایا۔ نیز بک اسٹال بھی لگایا گیا۔ شام چار بجے تک خدام لٹریچر تقسیم کرتے رہے عصر کی نماز کے وقت سب نوجوانوں نے ملکر کھانا کھایا نیز خدام کی تربیت کیلئے ایک جلسہ بھی رکھا گیا جس میں مکرم مظاہر احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی اور مکرم مولانا بشیر الرحمٰن صاحب نے خطاب فرمایا۔ دُعا کے بعد جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

(محمد کلیم خاں مبلغ سلسلہ حیدر آباد)

جھارکھنڈ میں تقسیم لٹریچر

جھارکھنڈ صوبہ پندرہ نومبر کو بہار سے الگ ہوا تھا اس موقعہ پر جھارکھنڈ صوبہ کے افراد کافی خوشیاں مناتے ہیں اور کچھ نہ کچھ پروگرام ضرور کرتے ہیں اس موقعہ پر انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے آل انڈیا سطح پر ایک شاندار نمائش 15 تا 20 نومبر لگائی گئی جس میں ہر طرح کے اسٹال لگائے گئے جو کہ جھارکھنڈ صوبہ کے مرکز کے لئے ایک نئی چیز تھی۔ موقعہ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے خاکسار نے رانچی سرکل کے معلم مکرم رزاق احمد و مکرم جاوید اقبال معلم کو جماعتی پمفلٹ بانٹنے کے لئے نمائش کے گیٹ پر مقرر کیا جس سے ہندوستان کے کونے کونے سے آئے لوگوں تک تبلیغ پہنچی۔ اور بعض لوگوں کو زبانی تبلیغ بھی کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس موقعہ پر پڑھے لکھے لوگوں تک پیغام پہنچایا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج بر آمد فرمائے۔

(نگران جھارکھنڈ)

ضلع بیڈ کی تبلیغی مساعی

اللہ کے فضل سے ایک نئے ضلع بیڈ میں بھی احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔ اس علاقہ میں مکرم مولوی انصار علی خان، مکرم مولوی خضر حیات صاحب و دو معلمین نومبائعین کی تعلیم و تربیت کا کام کر رہے ہیں۔ اس ضلع کے پولیس کپتان ایس ایس پی شری وٹھل راؤ یادو صاحب احمدیت سے کافی متعارف و متاثر ہیں۔ موصوف نے پربھنی میں احمدیت کے تعارف کی غرض سے قومی ایکتا کا پروگرام بھی منعقد کرایا تھا۔ موصوف کی خدمت میں احمدیت کی کارکردگی تحریراً واقف کرایا تو موصوف نے ضلع کے تمام تر انچارج پولیس اسٹیشن کو ہدایت فرمائی کہ انہیں پورا تعاون دیا جائے۔ اس کے علاوہ شری اشوک بھالے راؤ صاحب ایڈیشنل پولیس کپتان ضلع بیڈ کی دعوت پر معلمین کرام کے ہمراہ ان کے بنگلہ پر ملاقات کر کے موصوف کو بھی احمدیت کا تعارف کراتے ہوئے ان کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا۔ تو موصوف نے اظہار خوشی کے طور پر لیٹر پیڈ پر نوٹ فرمایا کہ ہمیں لٹریچر موصول ہوا اس کے ساتھ دھرم پرچار و قومی ایکتا پر انہیں مبارک باد دیتا ہوں۔ وہاں موجود ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی خدمت میں بھی جماعت کا لٹریچر پیش کیا گیا و تعارف کرایا گیا۔ شری منڈے صاحب انچارج ضلع اسپیشل برانچ (انٹیلی جنس) سے بھی ملاقات کر کے ان کو لٹریچر پیش کیا گیا۔

بلارشاہ سرکل کے حکام میں تبلیغی مساعی

مکرم جناب مولوی سعادت احمد صاحب جاوید نگران صوبہ مہاراشٹر و مکرم جناب مولوی شمشاد احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج کی ہدایت پر خاکسار سرکل بلارشاہ گیا۔ خاکسار کے ساتھ مکرم S.H علی صاحب صدر جماعت بلارشاہ و مکرم مولوی اسحاق احمد صاحب مبلغ سلسلہ وفد میں شامل تھے۔

بلارشاہ کے سرکاری افسران سے ملاقات کر کے جماعت احمدیہ کے تعارف کے ساتھ لٹریچر پیش کیا ان افسران نے خوشی کے ساتھ لٹریچر قبول کر کے شکریہ ادا کیا۔ شری بابو شندے صاحب انسپکٹر و نائب انچارج پولیس اسٹیشن بلارشاہ نے جماعت احمدیہ کی تعلیم و کام سے متاثر ہو کر بہترین انداز میں اپنے تاثرات کو یوں بیان فرمایا کہ جماعت احمدیہ سبھی مذاہب کے لوگوں میں امن و بھائی چارہ کی غرض سے جاگرتی (بیداری) پیدا کرنے والی واحد جماعت ہے جو دیش پریم و خدمت خلق کے جذبہ کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے۔ سنسار میں امن و بھائی چارہ قائم کرنے کی غرض سے سماج کو اس جماعت کی سخت ضرورت ہے۔ یہ جماعت اپنے مقصد میں پوری طرح سے کامیاب ہو۔ ایسی میری شبھ کامنائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو قبول کر کے اس میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

(عقیل احمد سہارنپوری سرکل انچارج شولاپور مہاراشٹر)

ٹھٹھل میں تربیتی اجلاس

مورخہ 28-08-02 کو بعد نماز مغرب و عشاء مسجد احمدیہ ٹھٹھل ہماچل میں زیر صدارت قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ ٹھٹھل تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت مکرم یوسف علی نے کی۔ نظم مکرم انور خان نے پڑھی۔ پہلی تقریر خاکسار نے ''بچوں کی تربیت اور ماں باپ کی ذمہ داری'' کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر مکرم سجاد احمد صاحب معلم نے ''نماز باجماعت کی اہمیت'' کے موضوع پر کی۔ آخر میں دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اجلاس کے بعد بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ (محمد رفیع معلم ٹھٹھل ہماچل)

تبلیغ دین و نشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے
JANIC EXIMP
Manufacturers & Exporters of all kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers
Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta-700039
Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No. : 9610-606266

PRIME AUTO PARTS
House of Genuine Spares
Ambassador & Maruti
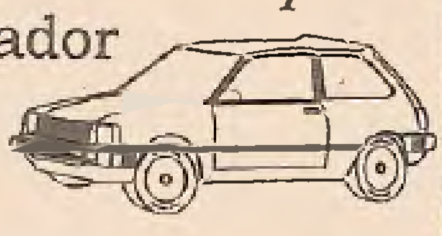
P, 48 PRINCEP STREET
CALCULTTA - 700072 ●2370509

دعائوں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES ★ BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072
SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

امریکہ پر عراق کا ممکنہ حملہ

گزشتہ ہفتے کے واقعات کی روشنی میں

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عراق پر حملہ کرنے کے سوال پر امریکہ کے صدر جارج بش اور برطانیہ کے ٹونی بلیئر اکیلے پڑتے جا رہے ہیں۔ اور اگر انہوں نے عراق پر حملہ کیا تو یہ ان کی ذاتی سوچ اور انا کا آئینہ دار ہوگا۔

گزشتہ ہفتے برطانیہ کے وزیر اعظم ٹونی بلیئر کو اس وقت ایک بڑا جھٹکا لگا کہ جب ان کی پارٹی کے 122 ممبران عراق پر حملہ کے خلاف ہو گئے۔

دوسری طرف امریکہ میں روز ہی لاکھوں باشندے جنگ مخالف ریلیاں نکال رہے ہیں۔

جہاں تک دیگر عالمی سربراہوں کا سوال ہے روس کے وزیر خارجہ ایگور ایوانوف نے کہا ہے کہ عالمی استحکام کیلئے اگر ضرورت ہوئی تو روس سلامتی کونسل میں ویٹو کا حق استعمال کرے گا۔ انہوں نے کہا روس عراقی بحران کو سیاسی طریق سے حل کرنے کا حامی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس معاملہ میں نئی قرارداد کی ضرورت نہیں ہے۔

جہاں تک بھارت کا سوال ہے وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی پہلے ہی امریکہ کو خبردار کر چکے ہیں کہ وہ عراق پر حملہ سے باز آئے اور سیاسی حل نکالنے کی کوشش کرے۔ دریں اثنا سعودی وزیر خارجہ سعود الفیصل نے امریکی ذرائع ابلاغ کی ان اطلاعات کی تردید کی ہے کہ ان کے ملک نے ایک بڑے فوجی اڈے کے استعمال کی اجازت امریکہ کو عراق کے خلاف فوجی کارروائی کی خاطر دے دی ہے۔

دوسری طرف عراقی صدر صدام حسین نے کہا ہے کہ وہ عراق میں پیدا ہوئے اور وہیں مریں گے ملک چھوڑ کر جانے کا انکا کوئی ارادہ نہیں اور نہ ہی انکا ارادہ تیل کے کنوؤں میں آگ لگانے کا ہے۔ صدر صدام حسین نے اس بات سے انکار کیا کہ عراق کا القاعدہ یا اُسامہ بن لادن سے کوئی تعلق ہے۔ لیکن صدر بش نے اپنے خطاب میں جو 26 فروری 2003ء کو دیا گیا تھا، عراق کے صدر صدام حسین کو پوری دنیا کیلئے خطرہ قرار دیتے ہوئے ان کے باغیوں کو جنکا تعلق شمالی عراق سے ہے، کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی تلقین کی ہے۔

ذرائع ابلاغ کا یہاں تک کہنا ہے کہ صدر صدام حسین کی ہلاکت کے بعد خفیہ طور پر امریکہ کی طرف سے نئی حکومت کا ڈھانچہ بھی تیار کر لیا گیا ہے۔

پاکستان کی مسجد میں سُنّی دہشت پسندوں کا شیعوں پر حملہ
7 نمازی ہلاک و متعدد زخمی

مسلح افراد نے جنوبی پاکستان میں آج ایک شیعہ مسجد میں گھس کر اندھا دھند فائرنگ کر کے سات نمازیوں کو ہلاک اور دیگر کم از کم سات کو زخمی کر دیا۔ یہ جانکاری پولیس اور ہسپتال ذرائع نے دی ہے۔ پاکستان میں شیعہ مسلمانوں پر حال ہی میں سنی مسلم دہشت پسند گروپوں نے حملے تیز کر دئے ہیں اور حکام نے حال ہی میں سنی دہشت پسند گروپ لشکر جھنگوی کے کئی ممبران کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس بندرگاہ والے شہر میں مسجد کے امام برگھا مہدی نے بتایا کہ شام کو جب نماز ادا کی جا رہی تھی تو تین مسلح افراد مسجد میں پہنچے اور انہوں نے خود کار ہتھیاروں سے فائرنگ شروع کر دی۔ کم از کم سات لاشوں کو نزدیکی جناح ہسپتال میں لایا گیا ہے۔ ہسپتال کے ڈاکٹر کلیم احمد نے بتایا کہ سات دیگر افراد زخمی ہوئے ہیں۔ پولیس کا کہنا ہے کہ جب گولی باری کا واقعہ ہوا تو اس وقت مسجد کے اندر 25 افراد موجود تھے۔ کراچی میں کئی تشدد آمیز واقعات ہو چکے ہیں۔

امریکی ایوان نے انسانی کلوننگ پر مکمل پابندی کی منظوری دے دی

واشنگٹن...... امریکی ایوان نمائندگان نے جمعرات کو انسانی کلوننگ پر مکمل پابندی کی منظوری دے دی ہے، اطلاعات کے مطابق امریکی ایوان نے اس سلسلہ میں 155 کے مقابلے میں 241 ووٹوں سے ایک بل منظور کیا ہے جس میں انسانی کلوننگ سے متعلق دلائل کو مسترد کر دیا ہے۔ تاہم میڈیکل ریسرچ کیلئے کلوننگ کی اجازت دی گئی ہے۔

افغان جنگ میں امریکہ کا ساتھ دینے پر پاکستان کو 89 کروڑ ڈالر کی امریکی امداد ملی

وزیر اعظم پاکستان میر ظفر اللہ خان جمالی کے مشیر برائے خزانہ و اقتصادی امور شوکت عزیز نے کہا ہے کہ پاکستان کو 11 ستمبر کے واقعات کے بعد عالمی دہشت گردی کے خلاف کردار ادا کرنے پر امریکہ سمیت دیگر ممالک کی طرف سے 89 کروڑ ڈالر کی براہ راست امداد ملی جبکہ امریکہ نے پاکستان کا واجب الادا ایک ارب ڈالر کا قرض معاف کر دیا ہے۔ قومی اسمبلی میں جمعہ کو وقفہ سوالات کے دوران مختلف سوالات کے جوابات دیتے ہوئے وزیر اعظم کے مشیر نے ایوان کو بتایا کہ افغان جنگ میں فرنٹ لائن ریاست ہونے کی وجہ سے پاکستان نے اب تک امریکہ، یورپی یونین، جاپان اور سعودی عرب کی طرف سے تقریباً 89 کروڑ ڈالر کی براہ راست امداد وصول کی ہے۔ جبکہ امریکہ نے پاکستان کے ذمہ ایک ارب ڈالر کا واجب الادا قرض معاف کیا ہے۔

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (یوپی) میں مولویوں کی آپس میں سرپھٹول
ایک دوسرے پہ لعن طعن اور الزام تراشی

مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور یوپی کے شعبہ تنظیم و ترقی کے سابق ناظم و سابق عارضی نائب ناظم مولوی محمد یوسف صاحب بلند شہری کافی عرصہ سے جماعت احمدیہ کی مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ سہارنپور کی گلی کوچوں میں بڑے بڑے جلسے جماعت احمدیہ کے خلاف کرنا، مسیح موعود علیہ السلام کے تئیں نازیبا الفاظ استعمال کرنا، جماعت پر کفر کا فتویٰ لگانا ان کا اولین مشغلہ ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی تقدیر اس طرح ظاہر ہوئی کہ نائب ناظم سے ناظم مدرسہ کا خواب دیکھنے والے یعقوب صاحب کو جو کہ مظاہر علوم کو اپنی جدی وراثت سمجھتے تھے اپنے لوگوں کے ہی ہاتھوں ذلیل و خوار ہو کر مدرسہ سے نکال دیا گیا۔ انہوں نے مدرسہ مظاہر علوم کی آڑ میں ایک مدرسہ معارف القرآن کھولا ہے۔ جماعت احمدیہ کی مخالفت کرنے والوں کا اکثر یہی انجام ہوتا آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل و رسوا کر کے رکھ دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا انّی مُھین من اراد اھانتک وانی معین من اراد اعانتک۔ ''ہمدردان مدرسہ مظاہر علوم (وقف) کے نام'' کے عنوان سے ان کے بارہ میں جو خبر راشٹریہ سہارا اردو 21 جنوری 2003 میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ (خان محمد ذاکر خان بمیالوی سہارنپوری)

''مدرسہ سے تعلق اور ہمدردی رکھنے والے سبھی حضرات کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مجلس شوریٰ منعقدہ مورخہ 13 مئی 2002 میں ایک فیصلہ عارضی نیابت ''بنام مولوی محمد یعقوب بلند شہری'' کیا گیا تھا۔ ابھی اس فیصلہ کا نفاذ بھی نہ ہو سکا تھا کہ مضر اثرات سامنے آنے لگے۔ اسی کے ساتھ 27 مئی کو مولوی محمد یعقوب صاحب کی ایک تحریر بنام ''ناظم مدرسہ و مجلس شوریٰ'' موصول ہوئی۔ یہ تحریر نہایت نازیبا اور سوقیانہ انداز کی تھی۔ اس کو مورخہ 6 جون 2002ء کی مجلس شوریٰ میں پیش کرنا ضروری سمجھا گیا، ناظم و متولی اور مجلس شوریٰ نے اس تحریر کو منصب نیابت مدرسہ مظاہر علوم کے وقار کے خلاف محسوس کرتے ہوئے موصوف کے تعلق کو مدرسہ کے لئے مضر سمجھا اور منصب نیابت کی تجویز کو منسوخ کر دیا۔ جس کی موصوف کو اسی وقت تحریری اطلاع کر دی گئی تھی مگر انہوں نے تحریری تعمیل سے انکار کر دیا۔ اب ان کی تخریب کاریوں کے پیش نظر ضروری سمجھا گیا کہ ہمدردان اور متعلقین مدرسہ کو اس تجویز سے مطلع کیا جائے۔ امید ہے کہ عوام اور مدرسہ کے متعلقین ان کے کسی غلط پروپگنڈہ سے متاثر نہ ہوں گے۔ ان کا اب مدرسہ سے کسی طرح کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ نیز معارف القرآن مدرسہ مظاہر علوم کی شاخ نہیں ہے۔''

وہ چاند سا جھلمل مکھڑا تھا تاروں بیچ اندھیرے میں

عبید اللہ علیم کے لئے

وہ اپنی دھن کا متوالا ، وہ گیت نگر کا لج پالا
کچھ سیدھا ، ترچھا ، تیکھا سا ، کچھ کڑوا میٹھا پھیکا سا
وہ یاروں کا تھا یار بہت ہم کملوں کی تلوار بہت
جھوٹ سے اس کو الجھن تھی اور سچے پن سے پیار بہت
وہ دیپک بن کر جلتا تھا ویران سرا کے ڈیرے میں
وہ چاند سا جھلمل مکھڑا تھا تاروں بیچ اندھیرے میں
رِم جھم گیانی بارش میں وہ اپنے سپنے بوئے تھا
پھولوں جیسے بولوں سے وہ کیسے گیت پروئے تھا
وہ جیتنے والا ہر بازی، کیُوں ٹوٹے من سے ہار گیا
وہ دھرتی رس کا رسیا تھا کس کارن امبر پار گیا
سب ساتھی سنگی سوچتے ہیں کس روگ نے اسکو مار دیا
کیا عشق تھا کیا مجبوری تھی کیوں اس نے جیون وار دیا

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO-RN61/57

Editor:
Muneer Ahmad Khadim
Tel Fax (0091) 01872-20757
Tel Fax (0091) 01872-21702
Tel (0091) 01872-20814

The Weekly **BADR** Qadian
Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab (INDIA)

Vol:52 | Tuesday 11 March 2003 | Issue No. 10

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 £ or 40 U.S $:40 euro
By Sea : 10 £ 0r 20 U.S $

جلسہ سالانہ قادیان 2002 کے موقع پر معززین کے تاثرات

آج ساری دنیا میں لڑائی جھگڑا اور نفرت کا ماحول ہے

اس میں قادیان کا ایک ہی جزیرہ نظر آتا ہے جہاں سے صلح اور امن کا پیغام دنیا کو جاتا ہے

﴿جناب آر.ایل. بھاٹیہ سابق وزیر خارجہ حکومت ہند حال ایم پی﴾

جناب آر ایل بھاٹیہ صاحب نے اپنے تأثرات یوں ظاہر فرمائے:-

''عزت مآب مرزا وسیم احمد صاحب، سٹیج پر بیٹھے مختلف مذہب کے رہنما، دُور دُور سے آنے والے مہمانان کرام، میرے بھائیو اور میری بہنو ہر سال کی طرح اس سال بھی سالانہ کانفرنس میں ہم شامل ہوئے ہیں اور آپ سے ملاقات کرنے کا موقع ملا ہے جو ہمارے لئے بہت ہی خوشی کا مقام ہے۔ میں سب بھائیوں کو خوش آمدید کہتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ ہمارے دیس میں ہمارے اس نگر میں تشریف لائے۔

جیسا کہ ہم نے تاریخ سے مشاہدہ کیا ہے جب جب دنیا میں بدی اپنے انتہا کو پہنچ جاتی ہے تب تب اللہ کی طرف سے پیغمبر اور اوتار آتے رہے ہیں۔ جس طرح کرشن آئے، رام آئے، گورونانک آئے، اسی طرح مرزا غلام احمد صاحب نے بھی دنیا کو خدا کا پیغام دیا۔ انہوں نے کہا ہر مذہب انسانیت کا اور صلح و امن کا سبق دیتا ہے لیکن مذہب کا غلط استعمال ہونے کی وجہ سے سماج میں بُرائی آجاتی ہے۔ جو پیغام یہاں قادیان سے جاتا ہے وہ ساری دنیا کو جاتا ہے۔ یہیں سے آج سے ایک سو کچھ سال پہلے پیغام دنیا میں گیا اور دنیا کے 175 ملکوں میں ان کے پیروکار ہیں۔ اور وہ اسی محبت میں، اسی انسانیت میں، اخوت میں، عالمی برادری میں منجھے ہوئے ہیں۔

آج ساری دنیا میں لڑائی جھگڑا اور نفرت کا ماحول ہے اس میں ایک ہی جزیرہ نظر آتا ہے قادیان کا، یہاں سے صلح اور امن کا پیغام دنیا میں جاتا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ احمدیہ جماعت اس جلسہ کے ذریعہ امن کا پیغام دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ گزشتہ دنوں جب مجھے معلوم ہوا کہ حضرت (مرزا) طاہر صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیمار ہیں تو میں نے ٹیلی فون کے ذریعہ ان کی خیر و عافیت دریافت کی۔ اس سے پہلے مجھے کینیڈا بھی جانے کا موقع ملا وہاں جو میں نے آپ کی مسجد دیکھی، ادارہ دیکھا، وہاں سکول دیکھا میں بہت ہی متاثر ہوا۔ بڑے بڑے مندر اور بڑے مذہبی جگہوں پر مجھے جانے کا موقع ملا لیکن جتنا بڑا وہ تھا اور جہاں اتنی صفائی تھی اور وہاں جتنا انتظام تھا وہ قابل فخر تھا۔ تین ہزار عورتوں کے نماز پڑھنے کی جگہ انڈر گراونڈ انہوں نے بنائی ہوئی ہے۔ اوپر آدمیوں کے لئے، انڈر گراونڈ لیڈیز کے لئے۔ سکول ہیں۔ ہسپتال ہیں۔ احمدیہ جماعت نے دنیا میں سکول کھولے، تعلیم دی ہسپتال کھولے بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے یہی مذہب کا مطلب ہوا کرتا ہے۔

میں آپ سب کو آج کے دن مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ حضرت (مرزا) طاہر صاحب صحت یاب ہوں اور وہ دنیا کو اپنے امن کا پیغام دیتے رہیں اور احمدیہ جماعت بڑھ چڑھ کر دنیا میں امن قائم کرنے میں حصہ لے پیار سے، اپنی محبت سے، نفرت سے نہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔'' ☆

مرزا صاحب کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں ہے خدا نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا ہے

سنت بابا کشمیرا سنگھ جی پریزیڈنٹ سنت سماج سوسائٹی

''مسلمانوں میں ناخن اور گوشت کا رشتہ ہے۔ اور سکھوں کی اکثر مذہبی عبادتگاہوں کی بنیاد مسلمان پیروں نے رکھی ہے۔ گوربانی میں نماز کو بہت اہمیت دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ جو سر اللہ کے آگے جھکتا نہیں ہے اس کو جلا دیا جائے۔ مختلف مذاہب کے لیڈروں کا یہاں آکر جمع ہونا ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ:-

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا ......☆...... ہندی ہیں ہم، وطن ہے ہندوستاں ہمارا

اس شخص کا حج قبول نہیں ہوا تھا جو کہ حج کر کے آیا لیکن اس کا پڑوسی بھوکا تھا اور اس نے اس کا خیال نہیں رکھا تھا۔ جو سچا مسلمان ہے وہ دوسروں کا ہمدرد ہے، دوسروں کے لئے پیار رکھتا ہے۔ اگر ہم خدا سے فضل مانگیں تو ہر کام ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہاں جو ہم ایک جگہ جمع ہوئے ہیں ہمیں ایک مقصد لیکر آگے بڑھنا چاہئے۔ ہمارا پُرکھوں کا جو آپس میں پیار تھا، اسلام مذہب کے ساتھ جو ہمارا واسطہ تھا اس کو ہم آگے بڑھائیں۔ مرزا صاحب کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ خدا نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا ہے۔'' ☆

جماعت احمدیہ سب سے بڑی نیشنلسٹ جماعت ہے

جناب سُریندر بلاّ پریزیڈنٹ آل انڈیا ہندو شو سینا کے تأثرات

''میں پہلی بار قادیان کے جلسہ سالانہ میں حاضر ہوا ہوں۔ اور اس سے مجھے بے حد خوشی حاصل ہوئی ہے۔ کیونکہ میں نے ایسا پیارا ماحول اس سے پہلے کبھی کسی جلسے میں نہیں دیکھا۔ میں نے جو ماحول دیکھا ہے پاکستان میں اور سارے بھارت میں مجھے کہیں بھی ایسا ماحول نہیں ملا جیسا کہ یہاں ملا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہاں ایک بھائی چارہ ہے۔ میں نے یہاں آکر بالکل نیا ماحول دیکھا، نیا آٹمسفیر دیکھا۔ جماعت احمدیہ دیش کا نام روشن کر رہی ہے۔ آج دُنیا میں جو سب سے بڑی چیز ہے وہ کٹر تا ہے۔ ہمیں کٹر تا سے دُور رہنا چاہئے۔ چاہے وہ کٹر تا ہندو کی ہو۔ چاہے وہ کٹر تا مسلمان کی ہو۔ چاہے کٹر تا سکھ کی ہو۔ ہم کٹر تا کو پسند نہیں کرتے۔ جماعت احمدیہ میں جو بھائی چارہ کا جذبہ ہے یہ بہت ہی قابل تعریف ہے۔ یہ جلسہ قومی اتحاد کا مظہر ہے۔ جماعت احمدیہ کے اس طرز عمل کو اگر لوگ اپنائیں تو دنیا میں شانتی قائم ہو سکتی ہے۔ جماعت احمدیہ سب سے بڑی نیشنلسٹ جماعت ہے۔'' ☆

میرے خیال میں کوئی بھی ایسا پیغمبر نہیں جو بُرائی کی تعلیم دیتا ہو

بابا فقیر چند جی آف سُکھ بھٹولی بانی جے ماں آشرم ہماچل پردیس

''میں میاں صاحب اور جماعت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جلسہ میں شرکت کا موقع دیا۔ مذہبی رہنماؤں نے جو ہمیں تعلیمات دی ہیں اگر ہم ان پر عمل کریں تو خود بخود سماج سے بُرائی دور ہو جائے گی۔ لیکن دُکھ کی بات یہ ہے کہ ہم ان کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے۔ میرے خیال میں کوئی بھی پیغمبر ایسا نہیں جو بُرائی کی تعلیم دیتا ہو۔ سبھی نے پیار محبت اور حسن معاشرت کی تعلیم دی ہے۔'' ☆

بقیہ صفحہ :: (1)

اور اگر یہ شبہ ہو کہ بعض دعائیں خطا جاتی ہیں اور انکا کچھ اثر معلوم نہیں ہوتا تو میں کہتا ہوں کہ یہی حال دواؤں کا بھی ہے۔ کیا دواؤں نے موت کا دروازہ بند کر دیا ہے یا ان کا خطا جانا غیر ممکن ہے؟ مگر کیا باوجود اس بات کے کوئی ان کی تاثیر سے انکار کر سکتا ہے؟ یہ سچ ہے کہ ہر ایک امر پر تقدیر محیط ہو رہی ہے مگر تقدیر نے علوم کو ضائع اور بے حرمت نہیں کیا اور نہ اسباب کو بے اعتبار کر کے دکھلایا۔ بلکہ اگر غور کر کے دیکھو تو یہ جسمانی اور روحانی اسباب بھی تقدیر سے باہر نہیں ہیں۔ مثلاً اگر ایک بیمار کی تقدیر نیک ہو تو اسباب تقدیر علاج پورے طور پر میسر آجاتے ہیں۔ اور جسم کی حالت بھی ایسے درجہ پر ہوتی ہے کہ وہ ان سے نفع اٹھانے کیلئے مستعد ہوتا ہے تب دوا نشانہ کی طرح جا کر اثر کرتی ہے۔ یہی قاعدہ دعا کا بھی ہے یعنی دعا کیلئے بھی تمام اسباب و شرائط قبولیت اسی جگہ جمع ہوتے ہیں جہاں ارادہ الٰہی اس کے قبول کرنے کا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے نظام جسمانی اور روحانی کو ایک ہی سلسلہ مؤثرات اور متاثرات میں باندھ رکھا ہے۔ پس سید صاحب کی سخت غلطی ہے کہ وہ نظام جسمانی کا تو اقرار کرتے ہیں۔ مگر نظام روحانی سے منکر ہو بیٹھے ہیں۔

(برکات الدعا صفحہ 12-9 مطبوعہ لندن)